ترجیح اس کو ہے کہ یشاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدا مسئولا اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی وحمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی لہٰذا مسئولیت یہاں وعدے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کنایۃ عن کونہ امرًا عظیما ویجوز ان یراد کون الموعود مسئولا حقیقۃ بمعنی یسألہ الناس فی دعائھم بقولھم ربنا اٰتینا ما وعدتنا علیٰ رسلک الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۴۷)
۱۳ ویوم یحشرھم الخ یہ تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ ویعبدون من دون اللہ سے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارا گیا۔ یرید المعبودین من الملائکۃ والمسیح وعزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲۳) قال الجمھور من عُبِدَ ممن یعقل ممن لم یأمر بعبادتہ کالملائکۃ وعیسیٰ وعزیر وھو الاظھر (بحر ج ۶ ص ۴۸۸) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو جو دنیا میں تمہیں کارساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی؟ یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ قالوا سبحٰنک الخ اللہ کے وہ نیک بندے بصد عجز و نیاز عرض کریں گے بارے الٰہا! تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے لئے بھی کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کارسازی اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ماکان لنا ان نأمرھم بعبادتنا ونحن نعبدک ونحن عبیدک (معالم و خازن ج ۵ ص ۹۶) ۱۴ ولکن متعتھم الخ اے ہمارے پروردگار ان گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ ظالم پکارتے تو رہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا رہا یہانتک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے وکانوا قوما بورا اس طرح شقاوت اور بدبختی ان پر غالب آ گئی اور وہ گمراہ ہو کر ہلاک ہو گئے۔ الٰھی انت الذی اعطیتہ جمیع مطالبہ من الدنیا حتی صار کالغریق فی بحر الشھوات واستغراقہ فیھا صار صارفا لہ عن التوجہ الی طاعتک والاشتغال بخدمتک (کبیر ج ۶ ص ۴۵۹) ۱۵ فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے فیقال لھم مقدر ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
اور بولے ۱۷ وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اترے ہم پر
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں
وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا
اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں جس دن ۱۸ دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ
بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا
خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے
مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ
کوئی آڑ اور ہم پہنچے ۱۹ ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے
فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ
پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑتی ہوئی بہشت کے لوگوں ۲۰ کا اسدن
خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ
خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جس دن پھٹ جائے
السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾
آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ۱
اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ
بادشاہی اسدن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے
يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ
وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن
يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
کاٹ کاٹ کھائیگا گنہگار ۲۱ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

۱۷ اعادہ شکوی ۱۲
۱۸ تخویف اخروی ۱۲
۲۰ بشارت اخروی ۱۲
۲۱ تخویف اخروی ۱۲

کہا جائے گا کہ دیکھ لو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلا دیا ہے تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے کارساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انھیں تمہاری پکار کی خبر تک نہ تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفیٰ باللہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (سورہ یونس ع ۳) فما تستطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکیں گے اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ ومن یظلم منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین سے یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر و شرک کرے گا اسے ہم

فتح الرحمٰن ۱ یعنی آسمان بہ ہیئتِ معتدہ خود باشد اما ابر ناگاہ منشق شود ۱۲۔

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایہا المکلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الٰہا آخر کھؤلاء الکفرۃ الخ (روح ج ۱۸ صد
۱۶ وما ارسلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی رسل سابقین علیہم السلام، جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا
بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جائے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہو جائیگی
حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی

سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾
رستہ اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست
لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ
اس نے تو بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے۔ اور ہے
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ
شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے ۲۲
يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾
اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ
اور اسی طرح ۲۳ رکھے ہیں ہمنے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے
وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ
اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو اور مدد کرنیکو ف اور کہنے لگے ۲۴
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا
وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ
ایک جگہ ہو کر اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہمنے اسکو
تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ
ٹھہر ٹھہر کر ف اور ۲۵ نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ تک ٹھیک بات
وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھیر کر لائے جائیں گے ۲۶ اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر
اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾
دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سے

مع ۷

ع ۳ ۱

۱۔ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
۲۔ سوال شکوی ۱۲
۳۔ تخویف اخروی ۱۲

اور اچنبھے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت
ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا
تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے یعنی کسی
کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان وابتلاء مقصود ہے
اتصبرون کیا تم اس ابتلاء پر صبر کرو گے؟ استفہام
سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ
دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر
ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای
محنۃ وابتلاء وھذا تصبیر لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عما عیروہ بہ من الفقر ومشیہ فی
الاسواق یعنی انہ جعل الاغنیاء فتنۃ للفقراء
یغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۳۴)
۱۷ وقال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے
برائے بیان زیادت یعنی او نری ربنا۔ مشرکین جو
منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے
جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید
کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور
وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور
ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہہ حکم صادر فرمائے۔ لولا نزل
علینا الملٰئکۃ فتخبرنا انک رسول حقا او نری
ربنا فیخبرنا بذلک (بحر ج ۶ ص ۴۹۴) لقد استکبروا
فی انفسہم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و
استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے ۱۸
یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ
محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ
فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی
حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں
کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا
حجرا مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے،

اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہارھا ومحجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۳
ص ۱۲۵) ۱۹ وقدمنا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قدمنا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قدمنا ای عمدنا (مظہری ج ۷ ص ۱۳) ھباءً غبار یہ باطل
کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم وخازن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین وکفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ وخیرات اور صلہ رحم
وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملیگا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

موضح قرآن ف یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لاوے گا ف۲ یعنی مہربانی کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت
رہے۔

جس سے مشرکین وکفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں ھباء منثورا ای باطلا لا ثواب لہ لفوات شرط الثواب علیہ من الایمان و
الاخلاص للہ تعالیٰ (مظہری) ۲۰ اصحب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقرا رہنے سہنے کی جگہ مقیلا استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن
ایمان والوں کو رہنے سہنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ ویوم تشقق السماء الخ یہ تخویف اخروی ہے
الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئیگی اسطرح ونزل الملئکۃ تنزیلا ماقبل
کا بیان ہے اور واؤ تفسیریہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملک یومئذ الحق الخ بادشاہ تو
دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ بیشک آج
بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافگندہ کھڑے ہیں۔ وکان یوما الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم
مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسیرا کے متعلق ہے ۲۱ ویوم یعض الخ قیامت کے دن مشرکین وکفار حسرت وندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور
کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لاکر اللہ کی توحید اور اس کے برکات دہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویلتی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور
اور رضا دید کفر سے دوستی نہ گانٹھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لقد اضلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعوی تبارک سے ہٹا دیا۔ خذولا خوار کرنے والا۔
شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کرکے ان کو شرک میں مبتلا
کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا
اور آخرت میں برکات دہندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو۔ لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ معبود
اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذولا ھو مبالغۃ من الخذلان ای من عادۃ الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) ۲۲ وقال الرسول الخ
الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن
کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار و طغیان اور عناد و عدوان دیکھ کر اظہار
افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد و عناد اور رد و انکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لما اکثروا
من الاعتراضات الفاسدۃ ووجوہ التعنت ضاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یا رب ..... اکثر المفسرین
انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو مسلم بل المراد ان الرسول علیہ السلام یقول فی الاخرۃ ..... والاول اولی لانہ موافق
للفظ الخ (کبیر ج ۶ ص ۴۷۰) ۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات
کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد و عناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن
ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام
لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداوۃ قومہ وکفاک بی ھادیا الی طریق قہرھم والانتصار منھم وناصرا
لک علیھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۴ وقال الذین الخ ساتواں
شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کرکے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ
کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کرکے بناتا اور لوگوں کو سناتا ہے کذلک لنثبت بہ الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنٰہ
یہ شبہہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ سے آسانی کے ساتھ یاد کر سکیں ورتلنٰہ ترتیلا
یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے ترسل وترتیل کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک)
۲۵ ولا یأتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب و غریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے
ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا سات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور
اعتراض فاسد وارد کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کر دے گا۔ ولا یاتونک بمثل بسؤال
عجیب من سؤالاتھم الباطلۃ کانہ مثل فی البطلان الا اتیناک نحن بالجواب الحق الذی لا محید عنہ ..... وما ھو احسن تکشیفا لما بعثت
علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۶ ص ۴۹۷) ۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ محض ضد و عناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور
لایعنی اعتراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مونہوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی
دور ہیں۔ ضد و عناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہو چکا ہے۔

۲۷ ولقد اٰتینا الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعویٰ کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیلوں میں اگرچہ دعوے کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبارک سے دعویٰ ذکر کر دیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعوے کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہمنے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دے کر انکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ وقوم نوح الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پیغام توحید لائے، قوم نے تکذیب کی تو انھیں بھی غرق کر کے آئندہ نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ وعادا وثمودا۔ تا۔ وقرونا بین ذلک کثیرا یہ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ہیں قوم عاد کی طرف ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اصحاب الرس کی طرف شعیب علیہ السلام کو اور ان اقوام کے درمیانی زمانوں میں کئی دوسری قوموں کے پاس کئی پیغمبروں کو بھیجا گیا ان قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو ٹھکرایا تو ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ وکلا ضربنا لھم الخ ان تمام قوموں کے پاس ہم نے پیغمبروں کے ذریعے دلائل و براہین اور امثال و اشباہ سے مسئلہ توحید کو واضح کیا مگر ان معاند اقوام نے پھر بھی انکار کر دیا تو ہم نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ ۲۸ ولقد اتوا الخ یہ ساتویں نقلی دلیل ہے اتوا کی ضمیر اہل مکہ سے کنایہ ہے اور القریۃ سے قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں جن پر پتھروں کی بارش کر کے اللہ نے ان کو برباد کیا تھا۔ مشرکین ملک شام کی طرف جاتے ہوئے ان بستیوں کے پاس سے گذرتے تھے افلم یکونوا یرونھا۔ کیا مشرکین مکہ نے ان تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا؟ استفہام انکاری ہے یعنی خوب دیکھا ہے مگر پھر بھی عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے یعنی اذا مروا بھم فی اسفارھم فیعتبروا و یتفکروا لان مدائن قوم لوط کانت علی طریقھم عند ممرھم الی الشام (معالم و خازن ج ۵ ص ۹۹) بل کانوا لا یرجون نشورا ہلاک شدہ اقوام کی بستیوں کو دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے کیونکہ حشر و نشر پر ان کا ایمان نہیں، وہ آخرت کے حساب و عذاب سے مطمئن ہیں اور عذاب جہنم کا ان کے دلوں میں کوئی خوف نہیں بل کانوا قوما کفرۃ بالبعث لا یخافون بعثا فلا یؤمنون (مدارک ج ۳ ص ۱۲۵) لا یرجون ای لا یخافون او لا یعتقدون ۲۹ واذا راوک الخ یہ شکوی ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جمے نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم پکے رہے یعنون انہ کاد یفتنھم عن عبادۃ الاصنام لولا ان صبروا و تجلدوا و استمروا علیھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۹) وسوف یعلمون الخ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

ولقد اٰتینا موسی الکتب وجعلنا معہ اخاہ
اور ہم نے دی ۲۷ موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کیساتھ اسکا بھائی
ھرون وزیرا ﴿۳۵﴾ فقلنا اذھبا الی القوم الذین
ہارون کام بٹانیوالا پھر کہا ہمنے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس
کذبوا باٰیٰتنا فدمرنٰھم تدمیرا ﴿۳۶﴾ وقوم نوح
جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو پھر دے مارا ہمنے انکو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو
لما کذبوا الرسل اغرقنٰھم وجعلنٰھم للناس
جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ہمنے انکو ڈبودیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں
اٰیۃ واعتدنا للظلمین عذابا الیما ﴿۳۷﴾ وعادا
نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہمنے گنہگاروں کیواسطے عذاب دردناک اور عاد کو
وثمودا واصحب الرس وقرونا بین ذلک
اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں
کثیرا ﴿۳۸﴾ وکلا ضربنا لہ الامثال وکلا تبرنا
بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہمنے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہمنے
تتبیرا ﴿۳۹﴾ ولقد اتوا علی القریۃ التی امطرت
غارت کر کر اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر برسا
مطر السوء افلم یکونوا یرونھا بل کانوا
برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر
لا یرجون نشورا ﴿۴۰﴾ واذا راوک ان یتخذونک
امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں ان کو تجھ سے
الا ھزوا اھذا الذی بعث اللہ رسولا ﴿۴۱﴾
مگر ٹھٹھے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

منزل ۴

۱ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ۱۲
۲ دوسری نقلی دلیل ۱۲
۳ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ۱۲
۴ یہ ساتویں نقلی دلیل ۱۲
۵ شکوی ۱۲

موضح قرآن ۱ کنوے والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوے میں موندا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول . . . . خلاص ہوا۔

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا گمراہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے **۳۰** اے أیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودانِ باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کاد لیضلنا عن الھتنا بھی قرینہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالآیۃ شاملۃ لمن عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ھواہ ولمن اطاع الھوی فی سائر المعاصی وھو الذی یقتضیہ کلام الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲۴) اسی مفہوم کی ایک آیت سورۂ جاثیہ (ع ۳) میں ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ام تحسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لانھم لایلقون الی استماع الحق اذنا ولا الی تدبرہ عقلا و مشبھین بالانعام التی ھی مثل فی الغفلۃ والضلالۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) **۳۱** اے الم تر الی ربک الخ یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور سکیڑتا ہے اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹتا بڑھتا ہے وھو الذی جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، نیند کو باعث راحت اور دن کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا وھو الذی ارسل الریاح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار ہوائیں چلاتا ہے جو بارانِ رحمت کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر وہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ———

إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا
یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے

عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو

مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ
کہ کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو نے[۲] اس شخص کو جسنے پوجنا اپنی

هَوَاهُ ۚ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ
کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ یا تو خیال رکھتا ہے

أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ
کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ

إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ
برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے تو نے نہیں

تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ
دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو ف۱ اور اگر چاہتا تو اس کو

سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ
ٹھہرا رکھتا پھر ہمنے مقرر کیا سورج کو اسکا راہ بتلانے والا ف۲ پھر

قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي
کھینچ لیا ہمنے اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَ
بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور

جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلائیں

ع ۴ / ۲

۳۱ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ۱۲

۳۲ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

۳۳ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ اوّل ہر چیز کا سایہ لنبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے متابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آلگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اوّل روز ۱۲ ف۲ یعنی بہر صفت کہ آفتاب تقاضا میکند می رود ۱۲۔

اناسی، انسی کی جمع ہے جیسا کہ کراسی، کرسی کی۔ (مدارک) ۳۲ ولقد صرفنٰہ الخ یہ زجر ہے یعنی ہم دعوی توحید کو گوناگوں دلائل سے اور مختلف اسالیب بیان سے واضح کرکے بتاتے ہیں تاکہ وہ اس میں غور وفکر کریں اور اسے سمجھ لیں مگر اکثر لوگ پھر بھی انکار کرتے ہیں ۳۳ ولو شئنا الخ یہ تسلی ہے یعنی اگر ہم چاہتے تو تبلیغ رسالت کا کام آپ سے ہلکا کردیتے اور مختلف شہروں میں متعدد انبیاء بھیجدیتے لیکن ہم نے فیصلہ کرلیا کہ اب سارے جہان کی رسالت کا شرف آپ ہی کو عطاء کیا جائے تاکہ آپکا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلےٰ اور آپکا اجر وثواب سب سے اعظم ہو۔ اس لئے آپ کافروں کی کوئی بات نہ مانیں اور قرآن کے دلائل سے ان کے ساتھ خوب جہاد کریں اور ہرگز ہمت نہ ہاریں کیونکہ سارے جہان کے ہادی ورہنما آپ ہی ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے بہ ای بالقرآن یعنی بدلائلہ یعنی قرآن کی دعوت اور اس کے دلائل کو خوب واضح کرکے ان تک پہنچائیں وجاھدھم بہ ای بالقرآن (خازن ج ۵ ص ۹۶) لما علم تعالیٰ ما کابدہ الرسول من اذی قومہ اعلمہ انہ تعالیٰ لو اراد لبعث فی کل قریۃ نذیرا فیخف عنک الامر ولکنہ اعظم اجرک واجلک اذ جعل انذارک عاما للناس کلھم وخصک بذلک لیکثر ثوابک الخ (بحر ج ۶ ص ۵۰۶) وجاھدھم بسبب کونک نذیر کافۃ القری جھادا کبیرا جامعا لکل مجاھدۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) ۳۴ وھو الذی مرج الخ یہ دعوی سورت پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اسکی توحید اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو سمندر ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرے کا پانی نہایت تلخ ہے اور ان کے درمیان برزخ اور ایک ایسا پردہ حائل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا یعنی کوئی مرئی پردہ نہیں محض قدرتی پردہ ہے مگر اس کے باوجود دونوں آپس میں ملتے نہیں حاجزا غیر مرئی من قدرتہ (ابو السعود) جو اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے وہی برکات دہندہ ہے ۳۵ وھو الذی خلق الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ایک قطرۂ آب سے انسان کو پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کو دو قسم کے رشتوں سے آپس میں جوڑ دیا ایک نسبی رشتہ دوم مصاہرت کا رشتہ۔ یہ رشتے بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۳۶ ویعبدون الخ یہ شکوی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھتے ہیں جنہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع وضرر کے مالک نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں وکان الکافر علےٰ ربہ ظھیرا۔ علیٰ ربہ میں تضمین ہے۔ ای عالیا علی مخالفۃ ربہ یا علی بمعنی الی ہے اور ظھیرا کے معنی ہیں پیٹھ پھیرنے والا یا ظھیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے یقول عونا

الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
ہوائیں خوش خبری لانیوالیاں اسکی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے
السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا
آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اس سے مرے ہوئے دیس کو
وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾
اور پلائیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو
وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى
اور ۳۲ طرح طرح سے تقسیم کیا ہم نے اسکو انکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا
بہت لوگ بدون ناشکری کئے اور اگر ۳۳ ہم چاہتے تو اٹھاتے
فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ
ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا
وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ
اور مقابلہ کر انکا اسکے ساتھ بڑے زور کا ف اور وہی ہے
الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ
جس نے ۳۴ ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانیوالا اور یہ کھاری
اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾
ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا
اور وہی ہے جس نے بنایا ۳۵ پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کیلئے جد
وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کرسکتا ہے ف اور پوجتے ہیں ۳۶ اللہ کو چھوڑ کر

ر ۱ زجر ۱۲
ر ۲ تسلی ۱۲
ر ۳ نویں عقلی دلیل ۱۲
ر ۴ دسویں عقلی دلیل ۱۲
ر ۵ شکوی بطور زجر ۱۲

موضح قرآن ف یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے نبیوں کی بہتات کردے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے ف۲ اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کرسکتا ہے یعنی مارے پھر جلادے۔

للشیطان علے ربہ بالعداوۃ والشرک (ابن کثیر ج ۳ ص۳۲۲) ۵۶ وما ارسلنک الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین از راہ ضد ومکابرہ کہتے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلکم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرما دیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضاء قلب سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو ۵۸ وتوکل الخ

اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُہُمۡ وَلَا یَضُرُّہُمۡ ؕ وَکَانَ الۡکَافِرُ
اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے کافر
عَلٰی رَبِّہٖ ظَہِیۡرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا
اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا اور تجھ کو ہمنے بھیجا ۵۶ یہی
مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۵۶﴾ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ
خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر
مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿۵۷﴾
۳ کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف راہ
وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِہٖ ؕ وَکَفٰی
اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی
بِہٖ بِذُنُوۡبِ عِبَادِہٖ خَبِیۡرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے ۵۹ آسمان
وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی
اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا
الۡعَرۡشِ ۚ اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِہٖ خَبِیۡرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیۡلَ
عرش پر وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہئے
لَہُمُ اسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَمَا الرَّحۡمٰنُ ٭ اَنَسۡجُدُ لِمَا
ان سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو
تَاۡمُرُنَا وَزَادَہُمۡ نُفُوۡرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی
تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے انکا بدکنا بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے
السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّجَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیۡرًا ﴿۶۱﴾
آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا ۶

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کریں اور اس زندۂ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور ہر قسم کی برکات وخیرات جس کے قبضہ واختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح وتحمید کرتے رہیں وہ آپ کا حافظ وناصر ہے فانہ الحقیق بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنھم الموت فانھم اذا ماتوا ضاع من توکل علیھم (ابو السعود ج ۶ ص۴۹۵) وکفی بہ الخ یہ کفار کیلئے تخویف اخروی ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم وگناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا دے گا ۵۹ الذی خلق الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے الرحمٰن یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھو الرحمٰن فالرحمٰن خبر مبتدأ محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق ومالک اور ساری کائنات میں متصرف وحکمران ہے اسکا ایک نام رحمٰن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت وتعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے ای ھو الرحمٰن الذی لاینبغی السجود والتعظیم الا لہ (کبیر ج ۶ ص۴۹۴) فسئل بہ خبیرا کسی عارف خبیر سے اسکی رحمت کے بارے میں پوچھ دیکھو۔ ای فسئل عنہ رجلا عارفا یخبرک برحمتہ (بحر ج ۶ ص۵۰۹) یا خبیرا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیا کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیاء کے بارے میں اللہ سے سوال کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایھا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بھذا الی غیری وقیل معناہ فاسأل عنہ خبیرا وھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص۸۵) ۶۰ واذا قیل الخ یہ شکوی ہے۔ مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمٰن کون ہے ہم تو رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم ومعرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ ای لا نعرف الرحمٰن وکانوا ینکرون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمٰن (ابن کثیر ج ۳ ص۳۲۳) لانھم ما کانوا یطلقونہ علی اللہ وکانوا یقولون لا نعرف

۲ جواب سوال مقدر ۱۲۔ ۳ تسلی ۱۲۔ ۳ تخویف اخروی ۱۲۔ ۴ گیارہویں عقلی دلیل ۱۲۔
۵ شکوی ۱۲۔ ۶ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ اور بارہویں عقلی دلیل ۱۲۔

مع

السجدۃ ۵ ع ۱۲ ۴

موضح قرآن ف آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک تاروں کا پتہ۔ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

الرحمٰن الا رحمان الیمامۃ یعنون مسیلمۃ الکذاب یسمونہ رحمان الیمامۃ (مظہری ج ۷ ص۳۹) ۴۱ تبٰرک الخ یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ
اور دعوے پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس اللہ نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالم تاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور
کی سفید چادر بچھانیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کواکب سیارہ کی منازل مراد ہیں ھی منازل الکواکب السیارۃ (مدارک
ج ۳ ص ۱۳۳) ۴۲ وھوالذی الخ یہ دعویٰ سورت پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبر کرنا
چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کر کے
عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا
چاہے وہ اسکا شکر بجالائے ۴۳ وعباد الرحمٰن الخ
پہلے یہ مذکور ہوا کہ دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ
تعالیٰ ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جارہا ہے کہ آخرت
میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالیٰ ہی
ہوگا۔ عباد الرحمٰن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس
کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیارہویں آیت کی ابتدا
میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی اولٰئک یجزون الخ
درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں مذکور
ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت
کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اخلاصِ عمل
کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یمشون الخ
یہ عباد الرحمٰن کی پہلی صفت ہے، وہ غرور و تکبر نہیں
کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر
ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور
اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف
کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے
ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق خاطر
ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رہتا ہے ۴۴ والذین یبیتون
الخ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے
رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری
رات نماز میں گذار دیتے ہیں۔ والذین یقولون الخ
تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف
اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے
اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچائیو۔ کیونکہ اس کا عذاب
ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی
بری جگہ ہے غرام۔ شر لازم اور عذاب دائم الغرام
الشر اللازم و الھلاک الدائم (خازن ج ۵ ص۱۰۸)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ
اور وہی ہے ۴۲ جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدلتے اس شخص کیواسطے کہ چاہے
اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ
دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف۱ اور بندے رحمٰن کے ۴۳ وہ ہیں جو
يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ف۲ اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ
قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ
تو کہیں صاحب سلامت ف۲ اور وہ لوگ ۴۴ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور
قِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ
کھڑے ف۳ اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا
جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا
عذاب بے شک اسکا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی
وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ
اور جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور
كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ
ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور وہ لوگ ۴۵ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ
اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیئے
وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ
اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف۴ دونا ہوگا اسکو
الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ
عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اسمیں خوار ہوکر ف۵ مگر جس نے توبہ کی

والذین اذا انفقوا الخ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصاً مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں
نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

موضح قرآن ف۱ بدلتے یا تو بڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو ف۲ یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل
ہوں نہ ان سے لڑیں ف۳ رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لنبا نہیں ہوتا۔ ف۴ مگر جہاں چاہیئے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی چاہیئے سوا تین
گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ف۵ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اقتار ہے ۔الانفاق فی غیر طاعۃ اسراف والامساک عن طاعۃ اقتار (بحر ج ۶ ص ۵۱۴)

۴۵ والذین لا یدعون الخ یہ عباد الرحمٰن کی صفات کی پانچویں نوع ہے جس میں متعدد صفتیں مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے ومن یفعل ذٰلک الخ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دوہرا عذاب دیا جائیگا

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۰ وَمَنْ تَابَ

برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ اور جو کوئی توبہ کرے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝۷۱ وَالَّذِيْنَ لَا

اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۲ اور جو لوگ ۴۶

يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝۷۲ وَ

شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکلیں بزرگانہ ف۳ اور

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ

وہ لوگ ۴۷ کہ جب ان کو سمجھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور

عُمْيَانًا ۝۷۳ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

اندھے ہو کر ف۴ اور وہ لوگ ۴۸ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝۷۴

اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا ف۵

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا

ان کو ۴۹ بدلا ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئیں گے

تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝۷۵ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۶ سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَّمُقَامًا ۝۷۶ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ

اور خوب جگہ رہنے کی ف۷ تو کہہ ۵۰ پرواہ نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝۷۷

سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ ف۸

ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ رہیگا الا من تاب واٰمن الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے اور توبہ کرنیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ کرلی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ بجا لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیگا کیونکہ وہ بڑا ہی مہربان ہے ومن تاب وعمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ بعد الموت (متابا) ای حسنا یفضل علی غیرہ الخ (خازن ج ۵ ص ۱۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاتا ہے معناہ ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفرۃ للذنوب محصلۃ للثواب العظیم (کبیر ج ۶ ص ۵)

۴۶ والذین لا یشهدون الخ یہ عباد الرحمٰن کی چھٹی صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشهدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور سے مراد شرک ہے یا لہو و لعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشهدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاهر ان المعنی لا یشهدون بالزور او شهادۃ الزور قال علی والباقر فهو من الشهادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاهدۃ و الزور الشرک والصنم او الکذب او الغناء (بحر ج ۶ ص ۵۱۶) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجالس میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجالس کے پاس سے ان کا گذر ہو جائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گذر جاتے ہیں المعاصی کلها لغو.... یعنی لم یحضروا مجالسه واذا اتفق مرورهم به لم یتدنسوا بشیٔ (جامع ص ۳۲۲) یعنی جب شرک کی مجالس سے اتفاقاً گذرتے ہیں تو اپنا ایمان بچا کر گذر جاتے ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے متلوث نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی لہو و لعب کی مجالس سے گذرتے ہیں تو با وقار گذر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے ۴۷ والذین اذا الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گرے پڑتے

موضح قرآن ف۱ بدل دیگا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا۔ ف۲ پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے ہاں جگہ پاوے ف۳ یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں ف۴ آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے ف۵ یعنی فرشتے آگے آگے لے جاویں گے ف۶ یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے اسکا تو وہی گھر ہے ف۷ یعنی بندہ مغرور نہ ہو خاوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد۔

یعنی اگر آیتیں سن کر شدّتِ خوف یا فرطِ مسرت سے سجدے میں گرجاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کرنے کے لئے تکلف اور تصنع سے ایسا نہیں کرتے یعنی انھم اذا ذکروا بھا خروا سجدا وبکیا سامعین باذان واعیۃ مبصرین بعیون راعیۃ لما امروا بہ و نھوا عنہ لا کالمنافقین واشباھھم (مدارک ج ۳ صہ ۱۳۵) ۴۵ والذین یقولون الخ یہ عباد الرحمٰن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایسا نیک بنا کہ انھیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچا دے کہ ہم پرہیزگاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس والحسن والسدی وقتادۃ والربیع بن انس ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر (ابن کثیر ج ۳ صہ ۳۳۳) ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر ولنا نفع متعد الی غیرنا (جامع البیان) حضرت شیخ، قدس سرہٗ فرماتے ہیں للمتقین کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المتقین سے حال ہے ای حال کونھم ائمۃ ۴۹ اولئک یجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمٰن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالاخانے دئیے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا۔ جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کرینگے خلدین فیھا وہ جنت کی نعیم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ جنت فنا ہوگی، نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انھیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی اچھا مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے ۵۰ قل مایعبؤا یہ یہ تخویف دنیوی ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بکم میں باء تعدیہ کیلئے ہے ربی۔ یعبؤا کا فاعل ہے دعاءکم مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم لعذبکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرمادیں میرے رب کو تمہاری پرواہ نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کردیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکڑتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا یا مایعبؤا بکم ربی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام نسفی، ابوالسعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ مایصنع بکم ربی لولا دعاءہ ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابوالسعود وغیرہما) فقد کذبتم الخ لیکن اب تمہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کرچکے لہٰذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ھذا العذاب فی الاخرۃ وقیل کان یوم بدر وھو قول مجاھد (کبیر ج ۶ صہ ۵۰۴) فسوف یکون الخ یکون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے۔

سورۂ فرقان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱:۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان ــــ تا ــــ وخلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا ○ نفی شرک فی التصرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔

۲:۔ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ــــ تا ــــ ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا۔ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک و متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہٰذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں

۳:۔ الذی یعلم السر ــــ تا ــــ انہ کان غفورا رحیما ○ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴:۔ ویوم یحشرھم وما یعبدون ــــ تا ــــ فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ○ (ع ۲) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کارساز اور برکات دہندہ ہونے سے صاف انکار کریں گے۔

۵:۔ واذا رأوک ان یتخذونک ــــ تا ــــ افانت تکون علیہ وکیلا ○ (ع ۴) خصوصیت سورت۔ جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔

۶:۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ــــ تا ــــ خلقنا انعاما واناسی کثیرا ○ (ع ۵) جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ بھی وہی

۷:۔ ویعبدون من دون اللہ ــــ تا ــــ علی ربہ ظھیرا ○ خصوصیت سورت۔ جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجۃ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء بروز سہ شنبہ ۲½ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وبرحمتہ تتنزل البرکات والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین وعلی آلہ وصحبہ وسائر عبادہ اجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

سورۃ الشعراء

ربط | نامی ربط۔ سورۃ الفرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ الخ اور سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ۔ یعنی دعوی تَبٰرَكَ کی توضیح وتفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں کیونکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعوی پر زیرہ دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعوے پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا۔ یعنی تم تکذیب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں وقائع امم سابقہ بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ۔ یعنی یہ مشرکینِ مکہ دعوتِ توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہونیوالا ہے جو امم گذشتہ کا ہوا جن کا ذکر اسی سورت میں آرہا ہے۔

مختصر خلاصہ

خلاصہ | یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ تمہید مع ترغیب، تسلی، زجر بر منکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب۔

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع ترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر منکرین۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دلیل عقلی و تخویف دنیوی۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى پہلی نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (ع ۵) دوسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ (ع ۶) تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۷) چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۸) پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۹) چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۱۰) ساتویں نقلی دلیل۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ع ۱۰) ابتداء سورت وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ سے متعلق اور دلیل وحی ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ دلیل نقلی۔ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً الخ دلیل نقلی۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے اسکے بعد بیانِ سابق کا ثمرہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں اول لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ــــ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ مشرکین کے دوسرے شبہہ کا جواب۔

حاصل۔ یہ توحید کے نہایت واضح دلائل ہیں۔ اسکے باوجود اگر مشرکین نہیں مانتے تو غم سے آپ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم چاہتے تو کوئی نشان ظاہر کر کے انکو ماننے پر مجبور کر دیتے لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں۔ یہ مشرکین ہر نئی اور تازہ دلیل کا انکار کر رہے ہیں اسلئے انہیں اب اس انجام کیلئے تیار رہنا چاہئے جو پہلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا۔ کیا وہ اس بات میں بھی غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین میں گوناگوں فائدے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن سمجھنے کیلئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے اسی میں غور کریں تو سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ انکو امم سابقہ مثلاً قوم فرعون، قوم نوح ؑ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط ؑ اور اصحاب الایکہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ان قوموں کو ہمارے پیغمبروں نے توحید کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں جب ان قوموں نے نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ان دلائل نقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی تبارک اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ تو شیطانی وسوسہ ہے نہ شاعرانہ بات ہے۔

مفصل خلاصہ

یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، زجر بر منکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، اور پھر سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی دو نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہوں کا جواب۔

تفصیل

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ تمہید مع الترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر بر منکرین فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویفِ دنیوی۔ وہ ہر بار دعوی توحید کو جھٹلاتے ہیں اس لئے اب امم ماضیہ کی طرح کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دعوی توحید پر عقلی دلیل اور تخویفِ دنیوی ہے۔ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس کو ہر قسم کی مفید پیداوار سے سرسبز و شاداب کر رکھا ہے۔ جب وہ اس کام پر قادر ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ اور وہ امم سابقہ کی طرح تمہیں ہلاک کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس کے بعد سات دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جو در اصل امم سابقہ کے وقائع ہیں اور ان کے بیان سے مشرکین کو متنبہ کرنا مقصود ہے اگر تم تکذیب دعوی سے باز نہ آئے تو تمہارا حال بھی یہی ہوگا۔

پہلی دلیل نقلی۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى (ع ۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشۂ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر غرقاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آکر دعوت حق کو

قبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ الخ (ع۵) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر خیر و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ (ع۶) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیا دار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب طوفان سے بالکلیہ خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہِ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۷) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس ربِ جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیض برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اے ہود! تو ہمیں وعظ کر یا نہ کر ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۸) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معاندانہ جواب دیا معجزۂ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعاماتِ خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۹) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بدبخت قوم اپنی بداعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۱۰) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پند و نصیحت کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا وقائع میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوتِ توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ع۱۱) یہ ابتدائے سورت میں مذکور زجر سے متعلق ہے اور دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعوی توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی اللہ کی طرف سے جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعوی کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً الخ یہ بھی دلیل نقلی ہے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ الخ تخویف دنیوی ہے اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ الخ معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے الٹا عذاب مانگتے ہیں۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ الخ یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ پر مشرکین کے دو شبہوں میں سے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملاءِ اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ یہ بیان سابق کا ثمرہ و نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے شافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے پختہ اور ہو جائیں۔ امر چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ الخ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں خلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے شبہہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہوں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

٢ یہ تمہید ہے اس میں قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے مضامین خوب واضح، جس کا اعجاز اور جس کا من عند اللہ ہونا اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اَلْكِتٰبِ کی صفت اَلْمُبِيْنِ لاکر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل نقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ ٣ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ دعویٰ توحید پر کچھ دلائل سورۃ الفرقان میں بیان ہو چکے ہیں اور کچھ اب سورۃ الشعراء میں بیان ہوں گے۔ ان دلائل کے باوجود بھی اگر مشرکین نہ مانیں تو آپ اپنی جان کو غم میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ غرض تبلیغ تھی جو احسن طریق سے ہو چکی اور زبردستی منوانا مقصود نہیں۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ الخ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیتے جس کے سامنے وہ عاجز ہو کر جھک جاتے اور مجبور ہو کر ایمان لے آتے مگر جبراً منوانا ہماری حکمت کے منافی ہے کیونکہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اپنے اختیار سے ایمان لاتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا ای لئلا یکونوا (مدارک) اور لَهَا خٰضِعِيْنَ کے بعد وَلٰكِنْ لِّنَبْلُوَهُمْ مقدر ہے۔ ای لو نشاء لانزلنا اٰیۃ تضطرھم الی الایمان قھرًا ولکن لا نفعل ذلک لانا لا نرید من احد الا الایمان الاختیاری۔ (ابن کثیر ج ٣ ص ٣٣١)

٤ یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے ہیں؛ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت تَبٰرَكَ پر مشتمل کوئی تازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے یا اخروی۔ ان معاندین پر ہماری حجت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید ہر پہلو سے ان پر دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و اعراض کر رہے ہیں، اس لئے اب عنقریب ہی انہیں توحید سے اعراض و استہزاء کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزاء کی سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے جنگِ بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا آخرت کا۔ وھٰذا وعید لھم وانذار بانھم سیعلمون اذا مسھم عذاب اللہ یوم بدر او یوم القیٰمۃ الخ (مدارک ج ٣ ص ١٣٦)

٥ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار اگاتے ہیں جس میں ان کے لئے گوناگوں فوائد ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہان کا کارساز اور برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن اگر وہ غور و تدبر سے کام لیں تو حق سمجھنے کے لئے یہی ایک دلیل ہی کافی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی، اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے ہر نقلی دلیل کے بعد اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے جس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ ان میں سے ہر دلیل فی نفسہٖ مستقل اور عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے مگر اس کے باوجود معاندین نہیں مانتے۔ ٦ تیرا پروردگار بڑا زبردست ہے وہ جب چاہے منکرین کو پکڑ لے، لیکن وہ رحیم و مہربان ہے اس لئے مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا مزید موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں سے انتقام لینے میں زبردست اور توبہ کرنے والوں کے لئے مہربان ہے۔ (مظہری)

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ شعراء ١ مکی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ٢ شاید تو ٣

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ

گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ

اتار دیں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں

لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ

اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت ٤

الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤

رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

ٹھٹھے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو ٥ کتنی اگائیں ہم نے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ٦ وہی ہے

ـ۷ـ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا یَتَّقُوْنَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تمرد و سرکشی میں بدمست ہیں۔ ـ۸ـ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الٰہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔

ع ۱ / ۵

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٩ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ

زبردست رحم والا ف۱ اور جب پکارا تیرے رب نے ۷ـ موسیٰ کو کہ

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝١١

جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝١٢ۭ وَيَضِيْقُ

بولا اے رب ۸ـ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے

صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝١٣

میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝١٤ۚ قَالَ

اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعوی ۹ـ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝١٥

کبھی نہیں ۱۰ـ تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا ۱۰ـ

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝١٧ۭ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ

یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ف۲ بولا کیا نہیں پالا ہے ہم نے تجھ کو

فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝١٨ۙ

اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس ۱۱ـ

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ

اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْكٰفِرِيْنَ ۝١٩ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ

ناشکر ف۳ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

سرا پہلی نقلی دلیل ہے

سرا فرعون کا پہلا اعتراض ۱۲

سرا فرعون کا دوسرا اعتراض ۱۲

سرا دوسرے اعتراض کا جواب ۱۲

ولم یکن ھذا الا التماس من موسیٰ علیہ السلام توقفا فی الامتثال بل التماس عون فی تبلیغ الرسالۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۷) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور اس سے مجھے سخت ذہنی اذیت پہنچے گی طبیعت ملول و حزین ہو جائے گی اور دل میں انقباض پیدا ہو گا اور پھر میری تائید کرنے والا بھی کوئی نہ ہو گا اور میری زبان صاف نہ چل سکے گی اس لئے ہارون کے پاس پروانۂ نبوت بھیج کر اسے معاون بنا دے کیونکہ اس کی زبان بھی صاف ہے اور وہ میری تائید بھی کریگا۔ زبان نہ چل سکنے کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ کی زبان میں رکاوٹ سی تھی عام گفتگو میں اگرچہ اس کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ جب قوم کی تکذیب کی وجہ سے ان کی طبیعت میں انقباض رونما ہو تو کہیں ان کی زبان اس معمولی لکنت کی وجہ سے لڑکھڑا نہ جائے۔ التکذیب سبب لضیق القلب ضیق القلب سبب لتعسر الکلام علی من یکون فی لسانہ حبسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص ۵۰۲) ـ۹ـ اور ان کو مجھ پر ایک قبطی کے خون کا دعوی بھی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے سے پہلے ہی مجھے قتل کر ڈالیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارا ایک آدمی قتل کر کے کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب کے تحت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا شرک نہیں۔ ـ۱۰ـ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں دعائیں قبول فرمالیں! تائید کے لئے ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ کر دیا اور فرعون کے شر سے بھی محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما دیا۔ کلا یعنی تم بے فکر رہو وہ ہرگز تمہیں قتل نہیں کر سکیں گے فاذھبا تم اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اَنْ اَرْسِلْ میں ان مفسرہ ہے ماقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسال وفیہ معنی القول (مدارک ج ۳ ص ۱۳۸) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس میں رسالت کا دعوی اور دعوت توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ ـ۱۱ـ ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالت شیر خوارگی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گذارا؟ تجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الٰہ مانتا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا ف۲ بنی اسرائیل کا وطن تھا۔ ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر میں آرہے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگاریں۔ ف۳ ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورۂ قصص میں آوے گا۔

الضَّآلِّيۡنَ ⑳ فَفَرَرۡتُ مِنۡكُمۡ لَمَّا خِفۡتُكُمۡ فَوَهَبَ
بھوکنے والا ۱۲ پھر بھاگا میں ۱۳ تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا
لِىۡ رَبِّىۡ حُكۡمًا وَّ جَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ㉑ وَ
مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پہنچانے والا اور
تِلۡكَ نِعۡمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنۡ عَبَّدتَّ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ㉒
کیا ۱۴ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ۱۵
قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَمَا رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ㉓ قَالَ رَبُّ
بولا فرعون ۱۵ کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ
آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
مُّوۡقِنِيۡنَ ㉔ قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَهٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ㉕
یقین کرو بولا ۱۶ اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو
قَالَ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ㉖ قَالَ اِنَّ
کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا
رَسُوۡلَكُمُ الَّذِىۡۤ اُرۡسِلَ اِلَيۡكُمۡ لَمَجۡنُوۡنٌ ㉗ قَالَ
پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا
رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ
پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ۱۷ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
تَعۡقِلُوۡنَ ㉘ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَيۡرِىۡ
بوجھ رکھتے ہو بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا
لَاَجۡعَلَنَّكَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِيۡنَ ㉙ قَالَ اَوَلَوۡ جِئۡتُكَ
تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو قید میں کہا اور ۱۸ اگرچہ لے کر آیا ہوں تیرے پاس

یہ پہلے اعتراض کا جواب ۱۴

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تونے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرتے ہوئے ایک اور سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلاوجہ قتل کردیا۔ وَاَنۡتَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ یہ کفرانِ نعمت سے ہے قال اکثر المفسرین الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی یقول ربیناک فینا فکافیتنا ان قتلت منا نفسًا وکفرت نعمتنا وھی روایۃ عن ابن عباس (خازن ومعالم ج ۵ ص۹۹) **۱۲ف** یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف ونشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض چونکہ عصمت میں قادح تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا۔ یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلاقصد وارادہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے قبطی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيۡنَ ای من الجاھلین ...... والمراد علیہ السلام بذلک علی ما روی عن قتادۃ انہ فعل ذلک جاھلا بہ غیر متعمد ایاہ فانہ علیہ السلام انما تعمد الوکز للتادیب فادی الی ما ادی (روح ج ۱۹ ص۶۹) **۱۳ف** اس غیرارادی قتل کی وجہ سے مجھے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرۂ مرسلین میں داخل فرما دیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیرارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہوگیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ حُكۡمًا سے نبوت یا عقل وحکمت مراد ہے حکما ای حکمۃ او نبوۃ (ابو السعود ج ۶ ص۵۲) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعوی لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے تینوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں **۱۴ف** یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ ای عبدت ای بان عبدت یہ ماقبل کا سبب ہے یعنی یہ تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تونے میری قوم کو ذلیل ورسوا کررکھا تھا، تو ان پر ظلم وستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کردیتا تھا اس لئے تونے ظلم وعدوان سے ایسے حالات پیدا کردئیے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کرسکے اگر تیرا یہ ظلم وجور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقۃ انعامہ علیہ تعبید بنی اسرائیل لان تعبیدھم وقصدھم بذبح ابناءھم ھو السبب فی حصولہ عندہ وتربیتہ ولو ترکھم لرباہ ابواہ (مدارک ج ۳ ص۱۳۵) **۱۵ف** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؛ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کارساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہوسکتا ہے۔ **۱۶ف** موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ الا تصغون الی ھذہ المقالۃ اغراءبہ وتعجبًا اذ کانت عقیدتہم ان فرعون ربھم ومعبودھم (بحر ج ۷ ص۱۱) قَالَ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ

موضح قرآن **ف ۱** حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے بتلانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ ان کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن **ف ۱** یعنی بندہ گرفتن بنی اسرائیل نعمت نبود دیس ہمچنین پرورش کردن کہ بآں ضرورت بود نعمت نباشد ۱۲۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے پھر فرمایا۔ ہاں ہاں دور کیوں جاتے ہو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اور جو سب کی پرورش کرتا
ہے وہی سارے جہان کا رب اور کارساز ہے۔ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قدر سنجیدہ ہو رہے تھے فرعون اسی قدر غیر سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ خائف تھا کہ کہیں
ان کی معقول باتوں سے اس کے درباری متاثر نہ ہو جائیں۔ اب کی بار تو وہ اوچھا پن پر اتر آیا اور درباریوں سے بطور استہزار کہنے لگا یہ تمہارا رسول تو (عیاذاً باللہ) دیوانہ
ہے بھلا بتاؤ میرے سوا بھی کوئی رب اور معبود ہے۔ لمجنون حیث یزعم ان فی الوجود الٰھًا غیری وکان فرعون ینکر الٰھیۃ غیرہ (مدارک ج ۳ ص۱۳۹) **۱۷ف** اب

بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

ایک چیز کھول دینے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو

الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ

سچ کہتا ہے **ف۱۸** پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدہا ہوگیا

مُّبِیْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۳۳﴾

صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیْدُ

بولا اپنے گرد کے سرداروں سے **ف۱۹** یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے

اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖۗ فَمَا ذَا

کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا

تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ ابْعَثْ فِی

حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے **ف۲۰** اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۳۶﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ ﴿۳۷﴾

شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہے پڑھا ہوا

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّ قِیْلَ

پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے اور کہہ دیا

لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

لوگوں کو کہ کیا تم بھی اکٹھے ہو گے شاید ہم راہ قبول کریں

السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

جادوگروں کی اگر ہو ان کو غلبہ پھر جب آئے **ف۲۱**

السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ

جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر

رکوع ۲

بھی موسیٰ علیہ السلام برہم نہیں ہوئے بلکہ پوری سنجیدگی سے روزمرہ کے مشاہدات سے استدلال پیش کر دیا مشرق سے طلوع شمس اور مغرب سے غروب شمس مراد ہے۔ اراد بالمشرق طلوع الشمس ظھور النھار واراد بالمغرب غروب الشمس زوال النھار (کبیر ج ۶ ص۵۱۴) فرمایا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر ڈوبتا ہے۔ اس نظم عجیب اور نسق غریب کے ساتھ سورج کا طلوع و غروب جس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہی رب العالمین ہے۔ اگر تم عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات کس قدر واضح اور معقول ہے۔ اس پر فرعون کا مزاج شاہانہ برہم ہو گیا اور اب موسیٰ علیہ السلام کو قید کی دھمکی دیدی قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ الخ یعنی تم ان باغیانہ باتوں سے باز آجاؤ اور میری حکومت کو تسلیم کر لو اگر تم نے میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا۔ اِلٰھًا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ **۱۸ف** حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصح مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوچھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر محکم بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالو گے اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ والمعنی اتفعل ذلک ولو جئتک بحجۃ بینۃ وانما قال ذلک موسٰی لان من اخلاق الناس السکون الی الانصاف والاجابۃ الی الحق بالبیان (معالم و خازن ج ۵ ص۹۶) **۱۹ف** فرعون نے کہا ہاں لاؤ وہ کونسی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور رد و قدح کی گنجائش مل جائے۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی لاٹھی زمین پر ڈالدی جو زمین پر گرتے ہی ایک ہیبتناک اژدہا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آرہا تھا۔ وَنَزَعَ یَدَهٗ الخ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ جگمگا رہا تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ **۲۰ف** اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے درباریوں اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہو گئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ قَالَ هٰذَا القول علی سبیل التنفیر لئلا یقبلوا قول موسٰی (خازن) **۲۱ف** مقربین دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ و ہارون

علیہما السلام) کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ فی الحال ان کو مہلت دو اور ان کے مقابلے کے لئے ملک کے کونے کونے سے ماہر جادوگروں اور اُن کے اُستادوں کو جمع کرو جن کے مقابلے میں یہ مات کھا کر خود بخود رسوا ہو جائیں گے اور اپنی نبوت و رسالت کا نام بھی نہ لیں گے۔ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ الخ چنانچہ مقابلے کے لئے ایک دن مقرر کر دیا گیا اور ملک بھر سے جادوگروں کو اکٹھا کر لیا گیا اور لوگوں کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ بھی مقررہ وقت پر جائے معہود میں پہنچ جائیں تاکہ وہ بھی یہ دلچسپ مقابلہ دیکھ سکیں۔ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ الاستفهام مجاز عن الحث والاستعجال (روح ج ۱۹ ص۷۷) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ الخ یہ مقابلہ نہایت اہم ہو گا کیونکہ ہم اپنے دین پر

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا
ہو، ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ
مقربوں میں ہو گے ف۱ کہا ان کو ف۲۳ موسیٰ نے ڈالو جو
اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
تم ڈالتے ہو پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾
اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے صلے
فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾
پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا
فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ
پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں ف۲۴ بولے ہم نے مان لیا جہان کے
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ
رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا ف۲۵
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے
الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ
جس نے تم کو سکھلایا ہے جادو سو اب معلوم کر لو گے
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں
وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ
اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو ف۲۶ بولے کچھ ڈر نہیں

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ ف۲۲ جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو ہم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کرایہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔ ف۲۳ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈال دو فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ الخ چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ اب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادوگروں کے تمام سنپولوں کو ہڑپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ــــ ف۲۴ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الٰہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تامل اس طرح سجدے میں گر پڑے گویا کسی نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ ای خروا ساجدین اثر ما شاهدوا ذلك من غير تلعثم وتردد لعلمهم بان مثل ذلك خارج عن حدود السحر وانه امر الٰهی قد ظهر علی يده عليه السلام لتصديقه (روح ج ۱۹ ص۷۷)

ف۲۵ فرعون جادوگروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمانے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادوگروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں

موضح قرآن ف۱ یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رحمہ۔

اور بس تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اب تمہارے اُلٹے ہاتھ پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوا کر تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ شاید جادوگر اس سزا کے ڈر سے ایمان لانے سے باز آجائیں نیز رعیت کو باور کرانا مقصود تھا کہ ناکامی اس لئے ہوئی ہے کہ جادوگر اندر سے موسیٰ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے فن کا پورا مظاہرہ کیا ہی نہیں۔ ۲۶ جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کے جواب میں کہا ہمیں سولی پر چڑھائے جانے کی پرواہ نہیں کیونکہ آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی اگر ہم اس طرح اللہ کی راہ میں شہید کر دئے جائیں تو ہمیں اور کیا چاہیئے۔ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ تعلیل لنفی الضیر ای لاضیر فی ذلک بل

اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہیں ۲۷ کہ بخش دے ہم کو

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَ

رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور

ع ۳ ۱۸ ۷

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ

حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۲۸ کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ

پیچھا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں

حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾

نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّ

پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے ۲۹ اور خزانوں اور

مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾

عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ

پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۳۰ ف۱ پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں

قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ

کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں

اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۳۱

لنا فیہ نفع عظیم لما یحصل لنا من الصبر علیہ لوجہ اللہ تعالیٰ من الثواب لعظیم (روح ج ۱۹ ص ۸۵) ۲۷ یہ لَاضَیْرَ کی دوسری تعلیل ہے۔ اَنْ کُنَّآ ای لان کنا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں۔ ۲۸ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کرے گا۔ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگا ہے تو ان کا تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی اکٹھے کئے۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ الخ یہ ہیں کیا چیز تھوڑے سے تو ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب جوش میں آگیا ہے۔ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ اور اب ہم حزم و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۲۹ فا فصیحہ ہے۔ فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم نے ان کو باغوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔ کَذٰلِکَ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی قوم فرعون کو سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۳۰ جب سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرہ قلزم کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے فرعونیوں نے ان کو آلیا۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ قَالَ کَلَّا الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتلائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ ۳۱ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الخ چنانچہ انہوں نے لاٹھی ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی تہ تک بارہ راستے بن گئے

موضح قرآن ف۱ ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا ملے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور پانی کا ہر ٹکڑا پہاڑ کی مانند اونچا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں نہ تھا۔ جب وہ نہ غیب داں تھے نہ
متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات دہندہ بھی نہ تھے۔ ۳۲ جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گذر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی
قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا۔ جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ فَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی الخ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ساتھیوں
کو ہم نے صحیح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ عبرت حاصل کرنے کے لئے یہ کافی
دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں
مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ سرکش و رومعاند لوگوں
کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت
دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ بنی اسرائیل
کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم
فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب
یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی وہی دیتا
ہے اور کوئی نہیں۔ ۳۳ یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ
کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ اس سے تخویف دنیوی
مطلوب نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر
انکار دعوی کی وجہ سے اُس وقت عذاب نہیں آیا۔ اِذْ قَالَ
لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ
اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی
عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت
کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و دعا میں
مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ وابراہیم
علیہ السلام یعلم انہم عبدۃ الاصنام ولکنہ
سألہم لیریہم ان ما یعبدونہ لیس
بمستحق للعبادۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۴۳) ۳۴
مشرکین نے کہا ہم ٹھاکروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت
انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ
کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی
صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت
میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا الخ
یہ مشرکین کا جواب ہے۔ بَلْ ماقبل سے اضراب ہے
یعنی وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع و ضرر ان کے اختیار میں ہے
ہم تو محض اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے
ہیں۔ ان کے پاس ان معبودوں کے سمیع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل
نہیں۔ اضربوا عن ان یکون لہم سمع او نفع او ضر اعترافا بما لا سبیل لہم الی انکارہ واضطروا الی اظہار ان لا سند لہم سوی التقلید فکانہم
قالوا لا یسمعون ولا ینفعوننا ولا یضرون وانما وجدنا اٰباءنا یفعلون مثل فعلنا ویعبدونہم مثل عبادتنا فاقتدینا بہم (روح ج ۱۹ ص ۹۴) ۳۵
جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے عجز کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک
كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ
جیسے بڑا پہاڑ ف۱ اور پاس پہنچا دیا ہم نے ۳۲ اسی جگہ دوسروں کو اور
اَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ
بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر
اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ
ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور
مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ
وہی ہے زبردست رحم والا ف۲ اور سنا دے ان کو خبر
اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾
ابراہیم ۳۳ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿۷۱﴾
وہ بولے ۳۴ ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارا دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں
قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ
کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا
اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ
یا بُرا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی
یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾
کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو ۳۵ جن کو تم پوجتے رہتے ہو

ع ۴ ۷ وقف لازم

دوسری نقلی دلیل ۱۴

موضح قرآن ف۱ پانی پھٹ کر اٹھارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑ گئیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ف۲ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکہ
کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

پجاریوں کی پکار سنتے ہیں، نہ ان کا نفع نقصان ان کے اختیار میں ہے اس لئے مجھے ایسے معبودوں کی عبادت سے سخت نفرت اور عداوت ہے اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
مستثنیٰ منقطع ہے ہاں رب العالمین کی عبادت اور پکار سے نفرت نہیں کیونکہ وہ تو اپنے پجاریوں کا والی ہے، سب کا کارساز اور سب کے نفع نقصان کا مختار ہے، اس
کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفتیں ذکر کی ہیں جو معبودانِ باطلہ میں نہیں پائی جاتیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ ۳۶ اسی نے پیدا کیا
ہے اور وہی دین و دنیا کے منافع و مصالح کی طرف راہنمائی فرماتا ہے وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ الخ میرا روزی رساں بھی وہی ہے وَاِذَا مَرِضْتُ الخ بیماری سے شفا بھی وہی

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ
تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں
اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾
مگر جہاں کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ۳۶
وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ
اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں
فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾
تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا اور پھر جلائے گا
وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾
اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن
رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ
اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں ۳۷ اور
اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِیْ
رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف اور کر مجھ کو
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ
وارثوں میں ۳۸ نعمت کے باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ
كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾
تھا راہ بھولے ہوؤں میں اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں
یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ
جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے ۳۹ مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس
بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾
دل چنگا لے کر اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے

عطا کرتا ہے۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ الخ موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ الخ اور اسی سے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطا سے درگذر فرمائے گا۔ خطا سے کوئی خاص خطا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خلاف اَولیٰ کام سرزد ہوگیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر چونکہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ عمل کی معمولی فروگذاشت کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بیان کرکے قوم پر حجت قائم کی کہ تمہارے معبود عاجز و بے بس ہیں اس لئے وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کی فریاد یں سنتا ہے اور سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر ایک کا نفع نقصان اس کے اختیار میں ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وَهٰذَا كُلُّهٗ احتجاج من ابراهیم علی قومه انه لا یصلح للالٰهیة الا من یفعل هٰذه الافعال (خازن ومعالم ج ۵ ص ۹۹)۔ ۳۷ حُكْمًا سے کمالِ علمی وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ سے کمالِ عملی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجھے حکمت اور کمالِ علم عطا فرما اور کمالِ عمل کی توفیق عطا فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں کی معیت سے سرفراز فرما۔ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ الخ لِسَانَ صِدْقٍ یعنی ذکرِ خیر۔ آئندہ نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ تاکہ وہ نیک کاموں میں میری اقتدا کرتی رہیں اور مجھے اجر ملتا رہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِسَانَ صِدْقٍ سے کلمہ صادقہ یعنی دعوی توحید مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (زخرف ع ۳) ممکن ہے آخرین سے امت محمدیہ مراد ہو اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک
پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل الثانی انه سأل ربه ان یجعل من ذریته فی آخر
الزمان من یکون داعیا الی الله تعالیٰ وذلك هو محمد صلی الله علیه وسلم (کبیر ج ۶ ص ۵۳۰) ویحتمل ان یراد بالاٰخرین اٰخر امة یبعث فیها نبی وانه علیه السلام
طلب لهیئت الحسن والذکر الجمیل فیهم ببعثة نبی یجدد اصل دینه ویدعو الناس الی ما کان یدعوهم الیه من التوحید معلما لهم ان ذلك
ملة ابراهیم علیه السلام (روح ج ۱۹ ص ۹۹)۔ ۳۸ اور مجھے جنتِ نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان
واسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغفر لابی بالهدایة والتوفیق للایمان (ابوالسعود ج ۶ ص ۳۹۰) وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ

موضح قرآن ف یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغٰوِينَ ﴿۹۱﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا

اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو

كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ

تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری

أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿۹۳﴾ ۭ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿۹۴﴾

یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو ؎۴۰

وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿۹۵﴾ ۭ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا

اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں

يَخْتَصِمُونَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُبِينٍ ﴿۹۷﴾

باہم جھگڑیں گے قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں

إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۹۸﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا

جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان

الْمُجْرِمُونَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شٰافِعِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيقٍ

گناہگاروں نے ؎۴۱ پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست

حَمِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۲﴾

محبت کرنے والا ؎۴۲ سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۭ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا ؎۴۳ قوم

نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۰۵﴾ ج إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ

نوح نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے ؎۴۴

ع ۵ / ۹

۴۳ یہ تیسری نقلی دلیل ہے ۱۲

منزل ۵

-اور قیامت کے دن سرمحشر مجھے رسوانہ کیجیو۔ انبیاء علیہم السلام کو تو قیامت کے دن سب سے زیادہ اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا، ان کی رسوائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شدتِ خوف سے بطورِ تواضع یا بغرض تعلیم غیر یہ دعا مانگی۔ ۳۹ یہ ادخالِ الٰہی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام نہیں۔ یہاں یوم حشر کے شدتِ ہول کا بیان ہے بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ایسا دل جو شرک و شک سے محفوظ اور اخلاص سے لبریز ہو ای خالص من الشرک والشک (خازن و معالم ج ۵ ص۱۰۱) وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ الخ جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کر دی جائے گی اور دوزخ کافروں کے لئے ظاہر کر دی جائے گی وَقِيلَ لَهُمْ اور مشرکین سے کہا جائے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور انہیں خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ای این الھتکم الذین کنتم تزعمون انھم شفعاء کم فی ھذا الموقف (روح ج ۱۹ ص۱۰۳) کیا آج وہ تمہارے کام آئیں گے یا عذاب سے اپنے کو بچا سکیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ نہ تمہیں عذاب سے بچا سکیں گے نہ اپنے کو۔ ۴۰ ان مشرکوں اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو اور ابلیس کے سارے لشکر کو جو انسانوں کو گمراہ کرتا رہا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد معبودانِ باطلہ سے جھگڑیں گے اور حسرت و ندامت سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور معبودانِ باطلہ سے کہیں گے کہ ہم تو بہت بڑی گمراہی میں تھے جب استحقاق عبادت میں تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ اور ہماری گمراہی کا سبب مشرک پیشوا ہیں انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا المجرمون من دعاھم الی عبادۃ الاصنام من الجن والانس (بحر ج ۷ ص۲۹) ۴۱ افسوس جن کو دنیا میں ہم خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے آج ان میں سے کوئی بھی ہماری سفارش نہیں کر رہا اور نہ کوئی دوست کام آتا نظر آ رہا ہے۔ فَمَا لَنَا مِنْ شٰافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ من الذین کنا نعد ھم شفعاء واصدقاء لانھم کانوا یعتقدون فی اصنامھم انھم شفعاء ھم عند اللہ تعالٰی وکان لھم اصدقاء من شیاطین الجن (کبیر ج ۶ ص۳۳۵) ۴۲ کاش! ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اخلاص اور صدق نیت سے ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور شرک سے دور بھاگیں اور پھر ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً الخ ان دونوں آیتوں کی تفسیر گذر چکی ہے۔ ۴۳ یہ تیسری نقلی دلیل ہے مع تخویف دنیوی۔ اس آیت میں قوم نوح کی طرف بہت سے رسولوں کی تکذیب منسوب کی گئی ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح آگے چل کر عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے ایک پیغمبر ہی کو جھٹلایا جو ان کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام توحید اور دیگر اصول دین میں متفق تھے اور سب کی دعوت ایک تھی اس لئے ان میں سے ایک کو جھٹلانا اور اس کی دعوت کو نہ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب کو جھٹلادیا وتکذیبھم المرسلین باعتبار اجماع الکل علی التوحید واصول الشرائع التی لا تختلف باختلاف الازمنۃ والاعصار (روح ج ۱۹ ص۱۰۵)

۴۴ أَخُوهُمْ نُوحٌ ضمیر مجرور قوم کی طرف راجع ہے اور اخوت سے قومی اور خاندانی اخوت مراد ہے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ان مشرکین ہی کی قوم اور انہی کے

خاندان سے تھے اخوھم نسبًا لا دینًا (مدارک ج ۳ صـ ۱۵۲) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیساکہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور جنسی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں۔ جیساکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجالاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا
کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر ۴۴۵ سو ڈرو
اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ
اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ
اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے
وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ
اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں ۴۴۶ اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں
الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
کمینے ۴۴۷ کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں ف
اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَاۤ
ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں
اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾
ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس یہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر
قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾
بولے اگر تو نہ ۴۴۸ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جاوے گا
قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ
کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلا دیا سو فیصلہ کر دے میرے
وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ
اور انکے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں
الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی
ایمان والے پھر بچا دیا ہم ۴۴۹ نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

النصف

سے دینی اخوت مراد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ **۴۴۵** انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے بھی اخلاقی محاسن و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور دوسری اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آرہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت وامانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ فیما امرکم بہ من التوحید والطاعۃ للّٰہ تعالٰی (روح ج ۱۹ صـ ۱۰۱) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ **۴۴۶** مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر ہم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہوگا۔ یہ بات ہم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور محاسن اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔۔ و حاصلہ وما وظیفتی الا اعتبار الظواھر دون الشق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرنی عدم اخلاصھم فی ایمانھم کما تزعمون (روح ج ۱۹ صـ ۱۰۲) **۴۴۷** حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اِنْ حِسَابُهُمْ الخ تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ باطن کا حساب کتاب تو اللہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لا چکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانا ہے خواہ وہ اشراف ہوں یا اراذل اور پھر ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری

موضح فرقان ف کمینے کہا مختنی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

دعوت قبول کر لیگا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۱۴۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصۂ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرما دے یعنی ان پر عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچا لے۔

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾

اس لدی ہوئی کشتی میں پھر ڈوبا دیا ہم نے اس کے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

عَادُ ۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ

عاد نے پیغام لانے والوں کو ف۱ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۲ اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ

میرا بدلہ ہے اسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم

تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾

ہمیشہ رہو گے ف۱ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچائیں

بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

ع ۱۸ ۶ ۱۰

یہ چوتھی نقلی دلیل

۱۴۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کر کے ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۱۵۰ یہ چوتھی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ تا ــ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر ابھی گذری ہے۔ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ الخ رِیْع بلند جگہ اٰیَة علامت، مینار۔ مَصَانِعَ عالیشان محلات حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوتِ توحید دینے کے بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان و شوکت کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں باندھے بیٹھے ہو۔ وَاِذَا بَطَشْتُمْ الخ پہلا بَطَشْتُمْ شرط اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِیْنَ بَطَشْتُمْ ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۱۵۱ اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبث اور ظالمانہ افعال کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ الخ قوم کو اللہ کے انعامات یاد دلائے تاکہ ان کے دلوں میں جذبۂ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ الخ یہ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضح قرآن ف۱ ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغِ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۵۲ میری قوم! مجھے خطرہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات کے باوجود کفران نعمت کرو گے اور اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے رہو گے تو آخر ایک دن نہایت ہی دردناک عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ الخ سرکش اور معاند قوم نے جواب دیا اے ہود! تیرے وعظ و تبلیغ کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا نہ ہم تیری بات مانیں گے، اس لئے تیرا وعظ کرنا اور نہ کرنا ہمارے لئے برابر ہے۔ ای لا نقبل کلامک ودعوتک وعظت ام سکت (مدارک ج ۳ ص ۱۴۶)۔ **۵۳** خُلُقُ یعنی عادت۔ یہ عالیشان محل بنانا اور یادگاریں تعمیر کرنا اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونا یا ایسا توحید کا وعظ سننا سنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی رِیت اور ڈگر ہے جس پر پہلے لوگ چلے آرہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں۔ وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں اور نہ کوئی جزاء و سزا ہے۔ ما هذا الذی نحن علیه من الدین الا خلق الاولین وعادتهم کانوا به یدینون ونحن بهم مقتدون او ما هذا الذی نحن علیه من الحیاة والموت الا عادة لم یزل علیها الناس فی قدیم الدهر او ما هذا الذی جئت به من الکذب الا عادة الاولین کانوا یلفقون مثله ویسطرونه (کبیر ج ۶ ص ۵۳۶)

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں ۵۲ تم پر ایک بڑے
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ
دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا
لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ
نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ
اگلے لوگوں کی ۵۳ اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ۵۴ پھر اس کو جھٹلانے لگے
فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ
تو ہم نے ان کو غارت کر دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست
الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ
رحم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو ۵۵ جب
قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ
کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾
تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ۵۶
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی
عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ
جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں

ع ۷ ۱۸ ۱۱

پانچویں نقلی دلیل

۵۴ یہ مرنا جینا دنیا کا پرانا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَذَّبُوْهُ الخ آخر قوم نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ **۵۵** یہ پانچویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ۔ تا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتُتْرَكُوْنَ الخ مَا موصولہ هٰهُنَآ صلہ۔ اٰمِنِيْنَ، تُتْرَكُوْنَ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ فِيْ جَنّٰتٍ الخ فِيْ مَا هٰهُنَآ سے بدل ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باغوں اور چشموں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گھنے گچھوں سے لدی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیش دیتے رہو گے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہو گے؟ وَتَنْحِتُوْنَ الخ یہ تُتْرَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ فٰرِهِيْنَ ای اشرین بطرین کما روی عن ابن عباس ... قال ابو صالح حاذقین وبذلک فسرہ الراغب (روح ج ۱۹ ص ۱۱۳) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہو گے۔ **۵۶** تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ مسرفین سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ والمسرفون هم کبراءهم واعلامهم فی الکفر والاضلال وکانوا تسعة رهط یفسدون فی الارض (بحر ج ۷ ص ۳۵) المسرفین قال ابن عباس المشرکون (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۰۲) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

۵۷ف قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہوگیا اور تو نے نبوت کا دعوی کر دیا ہے ورنہ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کونسی امتیازی خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے فَاْتِ بِاٰیَۃٍ الخ لہٰذا اگر واقعی تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب وغریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ انک بشر مثلنا فکیف تکون نبیًا وھذا بمنزلۃ ما کانوا یذکرون فی الانبیاء انھم لو کانوا صادقین لکانوا من جنس الملائکۃ (کبیر ج ۶ ص ۵۳۶)

۵۸ف مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قد وقامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرما دیا۔ روی انھم قالوا نرید ناقۃ عشراء تخرج من ھذہ الصخرۃ فتلد سقبا فجعل صلی یتفکر فقال جبریل صل رکعتین واسئل ربک الناقۃ ففعل فخرجت الناقۃ ونتجت سقبا مثلھا فی العظم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۷) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگا دی گئی کہ چشمے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلایا کریں اور ایک دن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ الخ نیز اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ **۵۹ف** پانی کے ایک دن کے ناغہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آگیا تو اب اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے مگر اب کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیحہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً الخ اسکی تفسیر گذر چکی ہے۔

اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ

بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

نَخْلٍ طَلْعُھَا ھَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ

کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو

الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِھِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ

اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا

بولے تجھ پر تو کسی نے ۵۷ف جادو کیا ہے تو بھی ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰیَۃٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ

آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو

الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ ھٰذِہٖ نَاقَۃٌ لَّھَا شِرْبٌ وَّ

سچا ہے کہا یہ ۵۸ف اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور

لَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ

تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر ف۱ اور مت چھیڑیو اس کو بری طرح سے

فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْھَا

پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو ۵۹ف

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَھُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ

پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۲ پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ

موضح قرآن ف۱ اونٹنی پیدا ہوئی۔ پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

٦٠ یہ چھٹی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ لُوۡطٌ ـــ تا ـــ عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتَاۡتُوۡنَ الذُّكۡرَانَ الخ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے فرمایا کس قدر کم عقلی ہے کہ تم مردوں سے خلاف فطرت فعل کا ارتکاب کرتے ہو اور جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے اللہ نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ عٰدُوۡنَ الخ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب میں تم اس قدر حد سے گذر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡكُمُ الۡمُنۡكَرَ (عنکبوت ع۳)

٦١ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تند اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعوی نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِكُمۡ مِّنَ الۡقَالِیۡنَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پرواہ نہ کی اور صاف فرما دیا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قابل علیہ السلام تهديدهم بذلك بما ذكر تنبيها على عدم الاكتراث به وانه راغب فی الخلاص من سوء جوارهم لشدة بغضه لعملهم (روح ج ۱۹ ص۱۱٦)

٦٢ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پروردگار! مجھے اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّیۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ الخ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت کو عذاب سے بچا لیا البتہ ایک بڑھیا جو مشرکہ تھی اسے اور باقی قوم کو ہلاک کر دیا۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡهِمۡ الخ ان کی بستی کو تہ و بالا کر دیا اور اوپر سے سخت پتھروں کی بارش برسا دی۔ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ قد مر تفسیرہ۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿١٥٨﴾
اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتۡ قَوۡمُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا لوط
لُوۡطِ ِۨالۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿١٦٠﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ لُوۡطٌ
کی قوم نے پیغام لانے والوں کو ٦٠ جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے
اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّیۡ لَكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا
کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو
اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ
اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ
اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿١٦٤﴾ اَتَاۡتُوۡنَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو
الذُّكۡرَانَ مِنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُوۡنَ مَا
جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو
خَلَقَ لَكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ
تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو
عٰدُوۡنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ یٰلُوۡطُ لَتَكُوۡنَنَّ
حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط ٦١ تو تو
مِنَ الۡمُخۡرَجِیۡنَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِكُمۡ مِّنَ
نکال دیا جائے گا کہا میں تمہارے کام سے البتہ
الۡقَالِیۡنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِیۡ وَاَهۡلِیۡ مِمَّا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٦٩﴾
بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں ٦٢

ع ١٩
١٢

چھٹی نقلی دلیل ١٢

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي
پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی
الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا
رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ
ان پر ایک برساؤ سو کیا بُرا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾
اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا
لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧٦﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا
بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم
تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٧٩﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ
اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو ماپ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی
الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ
ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

ع ٩ / ١٣

یہ ساتویں نقلی دلیل ہے

۶۳ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ ـــ تا ـــ عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اس کی تفسیر گذر چکی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں تھا اس لئے یہاں اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں فرمایا۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ھود ع ۸) لم یقل ھنا اخوھم شعیب لانه لم یکن من نسبھم بل کان من نسب اھل مدین ففی الحدیث ان شعیبًا اخا مدین ارسل الیھم والی اصحاب الایکة (مدارک ج ۳ ص ۱۴۱)

۶۴ شرک کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ تول میں بددیانتی کرتے تھے۔ اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر لوگوں کی حق تلفی نہ کرو۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الخ اور صحیح ترازو سے تولا کرو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے۔ لیتے وقت زیادہ مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے وقت کم مقدار والے۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ الخ اس طرح بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور قتل و غارت اور ڈکیتی سے ملک میں بدامنی اور بے چینی نہ پھیلاؤ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ اس اللہ سے ڈرو جس نے تمکو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تخویف دنیوی ہے یعنی اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب سے تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ ذکّرھم ثانیًا بتقوی من اوجدھم واوجد من قبلھم تنبیھا علی ان من اوجدھم قادر علی ان یعذبھم و یھلکھم (بحر ج ۷ ص ۳۸)

٦٥ قوم نے جواب میں کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے (عیاذاً باللہ) تیرا دماغ متاثر ہو گیا ہے اور تو نبوت کا دعوی کر بیٹھا ہے کیونکہ تو ہماری مانند بشر ہے بھلا بشر بھی نبی ہو سکتا ہے ؟ اس لئے ہم تو تجھے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید کلام حاشیہ ۵ میں گذر چکا ہے۔ فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا الخ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو آسمان ہم پر گرا کر ہمیں ہلاک کر دے قَالَ رَبِّيۡۤ اَعۡلَمُ الخ فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، میرا رب تمہاری تمام بداعمالیوں کو جانتا ہے وہ جب چاہے گا تمہیں پکڑ لے گا۔ ٦٦ آخر جب قوم تکذیب پر قائم رہی تو اللہ نے ان کو عذابِ ظُلّہ سے ہلاک کر دیا

لَا تَعۡثَوۡا فِي الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيۡ

مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے اور ڈرو اس سے جس نے

خَلَقَكُمۡ وَالۡجِبِلَّةَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ

بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے تجھ پر تو

مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ

کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ

ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا

السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيۡۤ اَعۡلَمُ

آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ

ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے

الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ

دن کی ف١ بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ف البتہ اس بات میں

لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنۡزِيۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿١٩٢﴾ ع ١٠/١٤

زبردست رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا ف٦٧

نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ

لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو

الۡمُنۡذِرِيۡنَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيۡنٍ ﴿١٩٥﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيۡ

ڈر سنا دینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھا ہے ف٦٨

متعلق بابتدائے سورت وما یاتیہم من ذکر الخ ١٢

جو بڑا ہی دردناک عذاب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ نے اصحاب الایکہ پر شدید گرمی مسلط کر دی وہ گرمی سے بھاگ کر گھروں میں داخل ہوئے تو وہاں باہر سے بھی زیادہ گرمی تھی آخر پھر گھروں سے باہر نکل آئے۔ پھر اللہ نے ایک بادل (ظُلّہ) بھیج دیا سب اس کے سائے میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ نے اس ظُلّہ سے آگ برسا دی جس سے سب جل کر ہلاک ہو گئے۔ هی سحابة اظلتهم بعد ما حبست عنهم الريح وعذبوا بالحر سبعة ايام فاجتمعوا تحتها مستجيرين بها مما لهم من الحر فامطرت عليهم نارا فاحترقوا (مدارک ج ۳ ص ١٤٩)۔

اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ ان دونوں سوتوں کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اب آگے دعوی تبارک پر ایک دلیل وحی اور مزید دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک کتب سابقہ سے اور ایک علماء بنی اسرائیل سے۔ ٦٧ یہ ابتدائے سورت میں وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الخ سے متعلق ہے اور اِنَّهٗ میں ضمیر منصوب دعوی تبارک سے کنایہ ہے۔ اور یہ دعوی تبارک پر دلیل وحی ہے یا ضمیر سے قرآن مراد ہے۔ مشرکین اس دعوے کی تکذیب اور اس سے استہزاء کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دعوی تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الخ جسے روحِ امین حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلبِ مبارک پر اتارا ہے تاکہ آپ اس دعوے کی تبلیغ فرمائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہیں اس لئے اسے فصیح عربی زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا کر نازل کیا گیا۔ ٦٨ یہ دلیل نقلی از کتب سابقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ دعوی کوئی نیا نہیں بلکہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اور اگر ضمیر سے قرآن مراد ہو تو اس میں تاویل کرنی پڑے گی یعنی ذکر القرآن یا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کے اغلب مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ ای وان ذکر القرآن لفی الکتب المتقدمة وقیل ان معناه لفی الکتب المتقدمة وهو باعتبار الاغلب فان التوحید وسائر ما یتعلق بالذات والصفات وکثیر من المواعظ والقصص مسطور فی الکتب السابقة (روح ج ١٩ ص ١٢٢) چونکہ اس صورت میں تاویل کرنی پڑتی ہے اس لئے انسب یہی ہے کہ ضمیر منصوب سے دعوی تبارک مراد ہو جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی رائے ہے۔ آوَلَمۡ يَكُنۡ

موضح قرآن ف١ سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالی۔

فتح الرحمن ف١ یعنی آتش بشکل سائبان ظاہر شد و ہلاک ساخت ١٢۔

تَّهُمْ اٰيَةً الخ یہ علماء بنی اسرائیل سے دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔ کیا ان کے لئے یہ دلیل کافی نہ تھی کہ اس دعوے کو علماء بنی اسرائیل بھی مانتے ہیں اور اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ علماء بنی اسرائیل سے وہ علماء مراد ہیں جو ایمان لا چکے تھے۔ علماء بنی اسرائیل عبد اللہ بن سلام ونحوہ قال ابن عباس ومجاھد (بحر ج ۷ ص ۴۲) ۶۹ یہ مشرکین کے فرط عناد کا بیان ہے جو دلائل عقلیہ ونقلیہ کے باوجود نہیں مانتے۔ ان کی ضد وعناد کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم یہ فصیح وبلیغ عربی قرآن کسی عجمی پر نازل کر دیتے جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہوتا اور اس کے باوجود معجزانہ طور پر صحیح صحیح پڑھ کر ان کو سنا دیتا تو وہ پھر بھی نہ مانتے اور نہ ماننے کے لئے کئی بہانے تراش لیتے۔ المراد بیان فرط عنادھم وشدۃ شکیمتھم فی المکابرۃ (روح ج ۱۹ ص ۱۲۷) وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ الذی لا یحسن العربیۃ فضلا ان یقدر علی نظم مثلہ فقرأہ علیھم ھکذا معجزا الکفروا بہ کما کفروا ولتمحلوا لجحودھم عذرا وسموہ سحرا (مدارک ج ۳ ص ۱۵۸) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل کر دیتے تو غرور واستکبار کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لاتے اور عذر کرتے کہ ہم اس کی زبان ہی نہیں سمجھتے وقیل المعنی ولو نزلناہ علی بعض الاعجمین بلغۃ العجم فقرأہ علیھم ما کانوا بہ مؤمنین لعدم فہمھم واستنکافھم من اتباع العجم (ابو السعود ج ۶ ص ۵۵) لیکن علامہ ابو السعود اس معنی کو مناسب مقام نہیں سمجھتے چنانچہ وہ معنی مذکور کے بعد فرماتے ہیں ولیس بذلک فانہ بمعزل من المناسبۃ لمقام بیان تمادیھم فی المکابرۃ والعناد ۷۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سَلَكْنٰهُ میں ضمیر مفعول شرک وتکذیب یا استہزاء سے کنایہ ہے قال ابن عباس والحسن ومجاھد ادخلنا الشرک والتکذیب (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۰۵) مشرکین کے دلوں میں شرک کی بیماری اور پھر توحید کی تکذیب اور اس سے استہزاء کا روگ سرایت کر چکا ہے اور وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ المناک عذاب کو نہ دیکھ لیں فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً الخ لیکن عذاب اچانک انہیں آئے گا اور اس سے پہلے انہیں اس کا علم نہ ہوگا تاکہ اس کی آمد سے پہلے وہ ایمان لے آئیں۔ فَیَقُوْلُوْا الخ جب عذاب آ پہنچے گا تو اب حسرت وافسوس کے ساتھ تمنا کریں گے کہ انہیں مہلت مل جائے تاکہ وہ اپنی گذشتہ بداعمالیوں کی تلافی کر سکیں۔ ۷۱ یہ مشرکین پر زجر ہے

زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا

پہلوں کی کتابوں میں ف کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۸﴾

بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر ۶۹

فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ

اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے ف۲ اسی طرح گھسا دیا ہم نے انکار کو

فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى یَرَوُا

گنہگاروں کے دل میں ۷۰ وہ نہ مانیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے

الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

عذاب دردناک پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو

فَیَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ

پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں ۷۱

اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا

بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا

كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾

ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى

اور کوئی بستی نہیں ۷۲ غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو

وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا

اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان ۷۳ اور نہ

یَنْۢبَغِیْ لَهُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو سننے کی جگہ سے

۷۰ تخویف دنیوی ۱۲
۷۱ زجر ۱۲
۷۲ تخویف دنیوی ۱۲
۷۳ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ۱۲

یعنی یہ ظالم ایک طرف تو مطالبہ کرتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے اور دوسری طرف جب عذاب آجاتا ہے تو پھر مہلت مانگتے ہیں۔ اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ۔ تا۔ مَا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ۔ یہ مشرکین کے عناد ومکابرہ کی مزید وضاحت ہے نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر عمر میں اضافہ انہیں عذاب خداوندی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔ یعنی اگر ہم ان کو سالہا سال مزید مہلت دیدیں اور وہ عیش وعشرت کے مزے لے لیں۔ اس کے بعد ان کے مسلسل کفر وشرک کی وجہ سے موعود عذاب آجائے تو اس مہلت سے انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ نہ وہ ضد وعناد کی وجہ سے کفر وانکار سے باز آئیں گے، نہ خدا کا عذاب ان سے ٹل سکے گا۔ ۷۲ تخویف

موضح قرآن ف یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ کافر کہتے تھے کہ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دنیوی ہے ۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ ۳۲ یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے متعلق ہے۔ اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہے ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس خبریں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً متأثر کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ و

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار ۲۱ کے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ

عذاب میں ف اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۲ اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۳ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ

میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۴ اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر جو

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے ۵ اور تیرا پھرنا ف نمازیوں میں ف۵ بے شک وہی ہے سننے والا

الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ

جاننے والا ف میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان ۶ اترتے ہیں

عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾

ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۶

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ

اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ۷ ف تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

سر مارتے پھرتے ہیں ۸ ف۳ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۹ مگر وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

یقین لائے ۹ اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان

ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع

پر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں ۱۰ ف۲

ع ۱۱ ۳۶ ۱۵

ھو رد لقول مشرکی قریش ان لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم تابعًا من الجن یخبرہ کما تخبر الکھنۃ وان القراٰن مما القاہ الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۱۹ ص ۱۳۲) یعنی اس قرآن کو جو دعوٰی تبارک پر مشتمل ہے شیاطین لے کر نہیں آئے کیونکہ شیاطین جو سراسر ناپاک اور خبیث ہیں اس لائق ہی نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت ہی ہے اس لئے کہ ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے سے انہیں دور کر دیا گیا ہے اور ان کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ ۳۴ فا فصیحہ ہے اور یہ ماقبل کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو پانچ امور پر مشتمل ہے یہ امر اول ہے۔ یعنی جب ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ

موضح قرآن

ف۱ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ منہ رح ف۲ جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے یہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے یہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۶ ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر و نیاز دے کر وہ سب شیطانوں میں مل کر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سننے۔ وہاں انگارے مارتے ہیں۔ جو تارے چھوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی آکر اس اپنے دوست پر لا ڈالی اس نے لوگوں کو بنا دی لوگ اس کے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ مکر بناتے ہیں۔ بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملا لیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۷ کافر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۸ یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رح ف۹ جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے۔ عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رح ف۱۰ مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قیام برکوع و از رکوع بسجود ۱۲ ف۲ یعنی نماز گذاران ۱۲ ف۳ یعنی بہر مضمون مبالغہ میکنند ۱۲۔

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لاچکے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ فَاِنۡ عَصَوۡكَ الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِیۡزِ الخ یہ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ ۵۷۵ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے حِیۡنَ تَقُوۡمُ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے تقلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ (حِیۡنَ تَقُوۡمُ) ای الی الصلوٰۃ (وَتَقَلُّبَكَ) ای ویری سبحانہ تعایرك من حال کالجلوس والسجود والی اخر کالقیام (فِی السّٰجِدِیۡنَ) ای فیما بین المصلین اذا اممتہم (روح ج ۱۹ ص۱۳۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ۔ اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ الساجدین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ رض کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وھو ذکر ما کان یفعلہ فی جوف اللیل من قیامہ للتہجد وتقلبہ فی تصفح احوال المتہجدین من اصحابہ لیطلع علیہم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعملون لاخرتھم (مدارك ج ۳ ص) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سَاجِدِیۡنَ سے حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیساکہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ انی لا اقول بحجیۃ الاٰیۃ علی ھذا المطلب (روح ج ۱۹ ص۱۳۸) ۵۷۶ یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کاہنوں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینے کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ وحیث کانت ساحۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزھۃ عن ان یحوم حولہا شائبۃ شیٔ من تلك الاوصاف اتضح استحالۃ تنزلہم علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ابو السعود ج ۶ ص۴۶۲) ۵۷۷ یہ مشرکین کے دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ مسوق لتنزیھہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایضا عن ان یکون وحاشاہ من الشعراء وابطال زعمہم لکفرۃ ان القراٰن من قبیل الشعر (روح ج ۱۹ ص۱۴۵) یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غوایت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ ۵۷۸ یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و ہجاء اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ وَ اَنَّهُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ الخ یہ ان کے غاوی (گمراہ) ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ فقد ظھر بھذا ان حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یشبہ حال الشعراء (کبیر ج ۶ ص۵۹۴) ۵۷۹ مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی ہجو میں ابتداء نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ ای کان ذکر اللہ وتلاوۃ القراٰن اغلب علیہم من الشعر واذا قالوا شعرًا قالوہ فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزھد و الادب ومدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ وصلحاء الامۃ ونحو ذلك مما لیس فیہ ذنب (مدارك ج ۳ ص۱۵۳) ۵۸۰ یہ تخویف دنیوی ہے اَلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشرکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاھر المطھر من الھجاء (خازن و معالم ج ۵ ص۱۱۰) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعوی توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے ولما ذکروا انتصروا من بعد ما ظلموا توعد الظالمین ھذا التوعد العظیم الہائل الصادع للاکباد بھو فی قولہ اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ (بحر ج ۷ ص۴۹) تھدید شدید و وعید اکید (روح ج ۱۹ ص۱۵۳) (وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَاۤ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝)

سورۂ الشعراء میں آیاتِ توحید

۱۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ — تا — مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ — تا — وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ہ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ — تا — وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴۔ وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ — تا — وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ہ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ — تا — عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (ع ۱۱) دعویٰ تبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہلِ کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔

۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ہ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

سورۃ النمل

ربط سورۂ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۂ فرقان میں فرمایا یہ دعوی توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۂ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۂ نمل میں بیان ہوگا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی)، کا بیان بھی سن لو یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکری تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۂ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعوی تَبٰرَكَ پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۂ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعوی مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

خلاصہ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ ۔ تا ۔ وَ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ تمہید مع ترغیب۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ بشارت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ تا ۔ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تخویف اخروی۔ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ الخ ترغیب الی القرآن مع تسلی۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ ۔ تا ۔ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعوی تَبٰرَكَ کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا (ع ۲) ۔ تا ۔ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہُدہُد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۔ تا ۔ وَ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۴) یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعوے کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ ۔ تا ۔ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ (ع ۵) یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ الخ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا الخ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ الخ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ الخ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ (ع ۶) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض افسانہ ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ الخ یہ دوسرا شکوی ہے۔ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ الخ تخویف دنیوی۔ وَ یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ (ع ۷)، یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ الخ تخویف اخروی۔

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ الخ آخر میں دعوی مذکورہ پر دلیل وحی بطور ثمرہ۔ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ الخ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

مختصر خلاصہ

ابتدا میں تمہید مع ترغیب۔ تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتدا میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لف ونشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل [1] مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ① هُدًى وَّ

یہ آیتیں ہیں [2] قرآن اور کھلی کتاب کی [3] ہدایت اور

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ③

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے [4] آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے کام

فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بُری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ⑤ وَاِنَّكَ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب اور تجھ کو تو

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑥ اِذْ قَالَ

قرآن پہنچتا ہے [5] ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

موسیٰ نے [6] اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں

بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ⑦

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم سینکو

۱ تمہید مع ترغیب

۲ تخویف اخروی

۳ ترغیب الی القرآن

۴ پہلا قصہ متعلق بعلت اولیٰ

دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لف ونشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لف ونشر مرتب کے طور پر اول پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ **۲** یہ تمہید اور ترغیب الی القرآن ہے۔ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ سے مراد قرآن ہے از قبیل عطف صفت علی الصفۃ کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی چیز کی صفتیں ہیں۔ والمراد بہ القرآن وعطفہ علیہ مع اتحادہ معہ فی الصدق کعطف احدی الصفتین علی الاخری کما فی قولہم ہذا فعل السخی والجواد الکریم (روح ج ۱۹ ص ۱۵۵) یا کتابٌ مبینٌ سے جنس کتب مراد ہے جو تمام کتب سابقہ کو شامل ہے اس صورت میں اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اس طرف اشارہ ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور کِتَابٌ مُّبِیْنٌ سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۳** یہ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے حال ہے یا تِلْكَ کے لئے خبر بعد خبر ہے (مدارک) یعنی اس سورت میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف صحیح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے متصف مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ الخ یہ سورت ان مومنوں کے لئے ہدایت وبشارت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ **۴** یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر وثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ ای اشد الناس خسرانا لفوات الثواب واستحقاق العقاب (ابو السعود ج ۶ ص ۲۷۳)۔ **۵** یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو حکیم وعلیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دو بار تسلی کا ذکر ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ الخ اور فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ الخ (ع ۶) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

پھر جب پہنچا اس کے پاس ٥ آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو

حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸ يٰمُوْسٰۤى

اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا ف۱ ۶ ۵ شہ اے موسیٰ ف۵

اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ

وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاٹھی

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ

پھر جب دیکھا اس کو ٥ پھنپھناتے جیسے سانپ کی شک لوٹا پیٹھ پھیر کر اور

يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۟ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ

دیکھا اے موسیٰ مت ڈر ٥ میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے

الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا

رسول ف مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ف۳ اور ڈال دے ہاتھ اپنا

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟ فِيْ تِسْعِ

اپنے گریبان میں ٥ کہ نکلے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو

اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۱۲

نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ف۴

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳

پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ

اور ان کا انکار کیا ٥ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کر کے اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح و کامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ ۵ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدتِ اجارہ پوری کر کے جب اپنے اہلِ بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طویٰ میں رات آ گئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہوا تو کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے انگارا ہی لے آؤں گا۔ شہاب ای شعلۃ مضیئۃ (مدارک ج ۳ ص۱۵۱) قبس اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای بشعلۃ نار مقبوسۃ ای ماخوذۃ من اصلہا فقبس صفۃ شہاب او بدل منہ (روح ج ۱۹ ص۱۵۹) ٧ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ آگ سمجھے تھے وہ دنیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نور الٰہی کی تجلی ہے۔ اَنْۢ بُوْرِكَ، اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخففۃ من الثقیلۃ وتقدیرہ نودی بانہ بورک والضمیر ضمیر الشان (مدارک ص۱۵۱ ج۳) جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس کی تجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خطہ ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نور تجلی ظاہر ہو رہا ہے اور باقی چیزوں کو بھی اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ھو نور اللّٰہ ومن حولہا الملائکۃ وھو مروی عن قتادۃ و الزجاج (کبیر ج ۶ ص۵۵۰) ۸ اس سے پہلے اَقُوْلُ مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور اَنْۢ بُوْرِكَ پر معطوف ہے وَالظاہر ان قولہ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ داخل تحت قولہ نودی الخ (بحر ج ۷ ص۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم و رنگ اور دیگر صفاتِ مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

موضح قرآن ف۱ آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ اول شک سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا، اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فائدہ وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میووں کا نقصان اور طوفان، اور ٹڈی اور چچڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عصا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف میں اس رکوع میں ہے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسیکہ در آتش است ملائکہ دران نور مصور بصورت آتش بودند وکسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فروتر از ایشان بودند ۱۲۔

کہ آئی بلکہ مراد یہ ہے کہ اس میں اس کی تجلی کا ظہور ہوا۔ ف٩ اے موسیٰ اس وقت تم سے کلام کرنے والا میں ہوں جو سارے جہاں میں متصرف اور فاعل مختار ہوں اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے۔ کیونکہ میں قدرت کے اعتبار سے سب پر غالب اور علم وحکمت کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی ہوں۔ وَاَلْقِ عَصَاكَ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وحکمت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لاٹھی زمین پر پھینکنے کا حکم دیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ معجزہ عصا اور یدِ بیضاء اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے لیکن ان کا ظہور محض اللہ کی قدرت سے ہوا اس میں موسیٰ علیہ السلام کے اختیار وتصرف کو کوئی دخل نہیں۔ ف١٠ وہ چھوٹا

عُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ وَ

غرور سے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہم نے ف١ دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا

الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾

جس نے ہم کو بزرگی دی اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا

اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا ف٢ اور بولا ف٣ اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا

بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بےشک یہی ہے

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ

فضیلت صریح ف اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر

مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰٓي اِذَآ

جن اور ف٥ انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں یہاں تک کہ جب

اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ

پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر ف٦ کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو ف٧

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ

گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ

اور ان کو خبر بھی نہ ہو ف٨ پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے ف٩ اور

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ

بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا

ع ١ / ٢ / ١٦

ربع دوم ... بلاغت اولی ١٢

سانپ جو تیزی سے حرکت کرے۔ دوسری جگہ اس سانپ کو ثُعْبَانٌ (اژدہا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسے چھوٹے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اگرچہ وہ بہت بڑا اژدہا بن گیا لیکن حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ کی مانند تھا۔ شبہہا سبحانہ فی شدۃ حرکتہا واضطرابہا مع عظم جثتہا بصغار الحیات السریعۃ الحرکۃ الخ (روح ج ١٩ ص١٦٣) ف١١ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدہا کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ! مت ڈرو، کیونکہ میرے قرب میں پیغمبر کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باین جلالت شان یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سانپ ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے اور ہر چیز کو جاننا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ اس سے ایمان والوں کو ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے کہ بر کا دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ الخ استثنار منقطع ہے اور اِلَّا بمعنی لٰکِنْ ہے اور بَدَّلَ بمعنی تَابَ قال صاحب المطلع والمعنی علیہ لکن من ظلم من سائر العباد ثم تاب فانی اغفر لہ (روح ج ١٩ ص١٦٢) یا لَا یَخَافُ بمعنی لَا یَتَضَرَّرُ یعنی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اِلَّا بمعنی بَلْ ہے جو ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہو گا اے موسیٰ! میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تاکہ کوئی مجھ سے ڈر کر بھاگے بلکہ اگر کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے تو میں اسے بھی معاف کر دیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ ف١٢ یہ دوسرا معجزہ ہے۔ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم وخازن ج ٥ ص١١٦) فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ ای ارسلنا یعنی ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو یہاں مذکور ہیں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ الخ، مُبْصِرَۃً، اٰیٰتُنَا سے حال ہے۔ یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق وفجور اور ان کی ضد وعناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

موضح قرآن ف١ وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف٢ چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہو گئی

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ

مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور

اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾

ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ

اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہُدہُد کو ۲۰ۓ

اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا

یا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت

شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ

سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند

مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا

صریح پھر بہت دیر نہ کی ۲۲ۓ کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز

لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾

کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لے کر تحقیقی ف۲

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ

میں نے پایا ۲۳ۓ ایک عورت کو کہ جوان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز

كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَ

ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا ف۳ میں نے پایا کہ وہ اور

قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور

زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

کرشمے ہیں۔ ۱۳ۓ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا یہ دونوں جَحَدُوْا کے مفعول لہ ہیں اور وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ جملہ جحدوا کے فاعل سے حال ہے۔ قوم فرعون کو دل سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے برحق ہونے کا پورا پورا یقین تھا لیکن انہوں نے محض بے انصافی اور غرور واستکبار کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ الخ پھر دیکھ لو ان معاندوں اور سرکشوں کا کیا حشر ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر کے ان کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے مصیبتوں سے نجات دی اور دنیا و آخرت میں آرام و راحت اور اعزاز و اکرام عطا فرمایا۔ اس میں مومنوں کے لئے بشارت کا پہلو ہے۔ ۱۴ۓ یہ دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم و فضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش وطیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ غیب داں نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہدہد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکۂ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے يَآ اَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا الخ فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں عِلْمًا سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تنوین تقلیل کے لئے یا تعظیم و تفخیم کے لئے۔ یعنی علوم و فنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا عظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای اٰتینا کل واحد منهما طائفة من العلم لائقة من علم الشرائع والاحکام وغیر ذٰلک مما یختص بکل منهما کصنعة لبوس ومنطق الطیر او علما سنیا غزیرا فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح ملخصا ج ۱۹ ص ۱۶۹) وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ داؤد و سلیمان دونوں ہمارے شکر گذار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجا لاتے تھے۔ ۱۵ۓ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم، نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوته وعلمه وملکه دون سائر اولاده وکان لداؤد علیه السلام تسعة عشر ابنا (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۱۲) ای قام مقامه فی النبوة والملک وصار نبیا ملکا بعد موت ابیه داؤد علیهما السلام فوراثته ای مجاز عن قیامه مقامه فیما ذکر بعد موته (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) ۱۶ۓ تحدیث بالنعمة کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرما دیتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات بے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ

موضح قرآن ف۱ ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورۂ صاد میں اس چیونٹی کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا ۱۲ منہ رح ف۲ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ منہ رح ف۳ سب چیزیں ہیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی آ گیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ منہ رح۔

فرمادیتا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمہ معجزۃ لہ کقصۃ الہدھد (بحر محیط) مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں كُلِّ استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیاء جیساکہ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ھو ما یھمہ علیہ السلام من امر الدنیا والآخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاجہ الملک من آلات الحرب وغیرھا (روح ج ۱۹ ص ۱۷۲) یا یہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرۃ ما اوتی کما تقول فلان یعلم کل شیٔ ومثلہ واوتیت من کل شیٔ (مدارک ج ۳ ص ۱۵۶) **ف۱۷** حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے

السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي

رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو ف۲۴ جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ

نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ف اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ

پروردگار تخت بڑے کا ف۲۵ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا

السجدة ۸

أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا

یا تو جھوٹا ہے ف۲۶ لے جا میرا یہ خط

فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ

جواب دیتے ہیں ف۱ کہنے لگی ف۲ اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا

كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

ایک خط عزت کا ف۳ وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام

الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي

سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے

مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ ع قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي

ع ۲ ۱۷

حکم بردار ہو کر ف۴ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں ف۵

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا

میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

ط تمرہ دلیل عقلی بر توحید ۱۲

لہ اس سجدہ ... اندماج سے ۱۲

اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا۔ تاکہ کثرت ازدحام کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم و ضبط قائم رہ سکے۔ **ف۱۸** حَتّٰی ابتدائیہ ہے جو ابتداء کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ يُوزَعُونَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کانہ قیل فسار واحتی اذا اتوا الخ (روح) یا یہ اٰتینا داؤد وسلیمان علمًا کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چیونٹی کی بات بھی سُنادی۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **ف۱۹** حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چیونٹی کے دل میں ڈالدیا تو اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاھر ان علم النملۃ بان الاٰتی ھو سلیمان علیہ السلام وجنودہ کان عن الہام منہ عزوجل الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۷۶) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چیونٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن وانس عیب داں نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چیونٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چیونٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولیت من طعن فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تاسی بہا فکف عن ذلک واحسن الادب (روح ج ۱۹ ص ۱۷۶) **ف۲۰** اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چیونٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہ علیہ السلام لم یسمع صوتا اصلا وانما فھم ما فی نفس النملۃ الھامًا من اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۷۶) رَبِّ أَوْزِعْنِي میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعامات کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چیونٹی کے دل میں ڈال دیا اور چیونٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام ہے

موضح قرآن

ف۱ ہدہد کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کر کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۲** یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھا آ۔ ہدہد لے گیا جہاں بلقیس اکیلی سوتی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۳** کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۴** ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رحمہ۔

نَحۡنُ اُولُوۡا قُوَّةٍ وَّاُولُوۡا بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ ۙ وَّالۡاَمۡرُ اِلَيۡكِ

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَانۡظُرِىۡ مَاذَا تَاۡمُرِيۡنَ (۳۳) قَالَتۡ اِنَّ الۡمُلُوۡكَ اِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی ۳۲ بادشاہ جب

دَخَلُوۡا قَرۡيَةً اَفۡسَدُوۡهَا وَجَعَلُوۡۤا اَعِزَّةَ اَهۡلِهَاۤ

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کردیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفۡعَلُوۡنَ (۳۴) وَاِنِّىۡ مُرۡسِلَةٌ اِلَيۡهِمۡ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے ف۱ اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرۡجِعُ الۡمُرۡسَلُوۡنَ (۳۵) فَلَمَّا

کچھ تحفہ ۳۳ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف۲ پھر جب

جَآءَ سُلَيۡمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوۡنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰٮنِۦَ اللّٰهُ

پہنچا سلیمان کے پاس ۳۴ بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَيۡرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰٮكُمۡ ۚ بَلۡ اَنۡتُمۡ بِهَدِيَّتِكُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ (۳۶)

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

اِرۡجِعۡ اِلَيۡهِمۡ فَلَنَاۡتِيَنَّهُمۡ بِجُنُوۡدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمۡ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے

وَلَنُخۡرِجَنَّهُمۡ مِّنۡهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ (۳۷) قَالَ

اور نکال دینگے ان کو وہاں سے بے عزت کرکر اور وہ خوار ہوں گے ف۳ ف۱ بولا

يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَؤُا اَيُّكُمۡ يَاۡتِيۡنِىۡ بِعَرۡشِهَا قَبۡلَ اَنۡ يَّاۡتُوۡنِىۡ

اے دربار والو ۳۵ تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسۡلِمِيۡنَ (۳۸) قَالَ عِفۡرِيۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِيۡكَ

میرے پاس حکمبردار ہو کر ف۴ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرۂ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ ۲۱ اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پڑتال کی تو ہُدہُد کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے ہُدہُد مجھے ہی نظر نہیں آرہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ الخ جب معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول اور واضح دلیل پیش کریگا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ۲۲ بس تھوڑی دیر کے بعد ہُدہُد واپس آگیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کر کے آیا ہوں جن کا آپ کو علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہُدہُد کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔

۲۳ یہ ہُدہُد کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت وسلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا الخ سبا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکۂ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو ورغلا کر اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہِ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم مجوسی تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انہم کانوا مجوسا یعبدون الانوار (بحر ج ۷ ص۶۶) کانت ھی وقومہا مجوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ۶ ص۵۶۰)۔ ۔ ۔ ۔

۲۴ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ فَصَدَّهُمْ کے متعلق ہے ای فصدهم عن السبیل لئلا یسجدوا فحذف الجار مع ان وادغمت النون فی اللام (مدارک ج ۳ ص۱۵۹) ہُدہُد نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہِ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالق کائنات اور مالک ارض وسماء کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خبء السماء المطر وخبء الارض النبات (معالم ج ۵ ص۱۱۹) ہُدہُد کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ ۲۵ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہُدہُد نے یہ ثمرہ اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ۲۶ ہُدہُد

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے۔ ن یا خوبصورت آدمی یا نادر اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۲ منہ رح ف۴ کافر جو اپنے امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ سلیمان علیہ السلام خواست کہ بلقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال اورا ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔

نے اس عجیب وغریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عیب داں نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہدہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکۂ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ ۲۷ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا الخ جب ہدہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہدہد نے ایک

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ
پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں
اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا
معتبر ف۱ بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں
اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ
لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا اسکو
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ۖ لِیَبْلُوَنِیْٓ
دھرا ہوا اپنے پاس ف۲ کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو
ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ
کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا
اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ف۳ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے
عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ
آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو
لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ
سمجھ نہیں ف۴ پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت
قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا
بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہو چکے ہیں
مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ
حکم بردار ف۵ اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے
اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی
سوائے ف۶ البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسی نے کہا ف۷ اس عورت کو اندر چل

روشن دان سے داخل ہو کر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔ بلقیس نے بیدار ہو کر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہو گیا۔ مشیروں کو جمع کر کے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سربمہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن و رحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر و غرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ کریم کے معنی سربمہر کے ہیں و قد فسر ابن عباس وقتادۃ و زهیر بن محمد (الکریم) هنا بالمختوم (روح ج ۱۹ ص ۱۹۶) انہ اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور اِنَّهٗ دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ کا متعلق صیغۂ امر ہے یعنی استعینوا بسم اللہ خاصۃ ولا تشرکوا یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ (جنات اور ستاروں) کی عبادت مت کرو ۲۸ خط کا مضمون اپنے وزراء اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کر کے کہا اے امراء! مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکۂ سبا کے طرزِ حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ الخ مشیروں کا جواب کوئی دانشمندانہ نہیں، اس سے خوشامد اور نیازمندی کی بو آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہو گا اس کی اطاعت کریں گے۔ ۲۹ بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی، وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت و سطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

موضح قرآن ف۱ اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جواہر لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رح ف۳ روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ف۴ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت ہی یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ **۳۰** بلقیس نے امراء سے کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر ہمیں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہیئے۔ قالت لقومہا

الصَّرۡحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتۡهُ حَسِبَتۡهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتۡ عَنۡ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقَيۡهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ ؕ

اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتۡ رَبِّ اِنِّيۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِيۡ وَاَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَيۡمٰنَ

بولی اے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۴﴾ ع وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ

اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا ف اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی

صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمۡ فَرِيۡقٰنِ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾

صالح کو ف کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے ف

قَالَ يٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ ۚ

کہا اے میری قوم ف کیوں جلدی مانگتے ہو بُرائی کو پہلے بھلائی سے

لَوۡلَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا

کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ بَلۡ اَنۡتُمۡ

ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو ف کہا تمہاری بُری قسمت اللہ ف کے پاس ہے

قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ تِسۡعَةُ رَهۡطٍ يُّفۡسِدُوۡنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف اور تھے اس شہر میں ف نو شخص کہ خرابی کرتے

فِى الۡاَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

ملک میں اور اصلاح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور

اَهۡلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدۡنَا مَهۡلِكَ اَهۡلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾

اس کے گھر پر پھر کہہ دینگے اسکے دعوی کرنیوالے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں

ع ۳ ۱۸

ان کان ملکاً دنیویاً ارضاہ المال وعملنا معہ بحسب ذلک وان کان نبیاً لم یرضہ المال وینبغی ان نتبعہ علی دینہ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۸) **۳۱** جب بلقیس کے ایلچی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔ تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ وما ارضی منکم بشیئ ولا افرح بہ الا بالایمان وترک المجوسیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۲) **۳۲** حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ایلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امراء سلطنت سے کہہ دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت میں حذف و تقدیر ہے کانہ قیل ارجع الیہم فلیأتونی مسلمین والا فلنأتینہم الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۰۱) **۳۳** اس سے پہلے اندماج ہے جب بلقیس کے فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا اور پھر امراء سلطنت اور رؤساء ملک کو ساتھ لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے

موضح قرآن ف دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اس نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو، حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں سو وہی صحیح ہے حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا
ف۲ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ف۳ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مصائب بر وفق قدر الٰہی جاری میشود ۱۲۔

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ف۳۴ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجلس برخاست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زر و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ الخ ایک شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لا سکتا ہوں۔ اَلَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ۔ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عامل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کیا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کان اعرف بالکتاب منہ لانہ ھو النبیؐ فکان صرف ھذا اللفظ الی سلیمان علیہ السلام اولی (الثانی) ان احضار العرش فی ذلک الساعۃ اللطیفۃ درجۃ عالیۃ فلو حصلت لاٰصف دون سلیمان لاقتضی ذلک تفضیل اٰصف علی سلیمان علیہ السلام وانہ غیر جائز (کبیر ج ۶ ص۵۶۶) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا معجزہ ہوگا۔ امام نخعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک) حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلا عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ سے کالا علم نکالتے ہیں حالانکہ کالا علم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ

اور انہوں نے بنایا ایک فریب ف۱ اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ف۱ پھر دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ

جانتے ہیں ف۲ اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہے تھے ف۳ اور لوط کو جب

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف۴ کیا تم دوڑتے ہو ف۵

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ

پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہنے لگے نکال دو لوط کے گھر کو

قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانیوالوں میں اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ

فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى ع ۴ / ۱۹

پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۶ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو ف۷ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ف۸

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتے تھے جب تک شرارت حد کو نہ پہنچتی تب تک عذاب نہیں آتا۔ ف۲ یعنی یہی حال ہے ان کافروں کا ف۳ یعنی دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ف۴ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور مکے والوں میں حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے ان کو بچایا اور ان کو کھپایا، مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا جس رات حضرت نے ہجرت کی مکے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مار لیں۔ حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بنا دیا اور اسی میں کام بنا ف۵ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کرنی لوگوں کو سکھا دی۔

کفر ہے۔ **۳۵ھ** بہرصورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہوگیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی تھا مگر حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لِيَبْلُوَنِيْٓ الخ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ **۳۶ھ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزوی تبدیلیاں کرکے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْ الخ جب بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ سوال میں یہ نہیں کہا گیا اَهٰذَا عَرْشُكِ کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ تاکہ یہ سوال اور پیچیدہ ہوجائے قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل وہی ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ الخ یہ بلقیس کا کلام ہے مِنْ قَبْلِهَا کی ضمیر سے احضار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہُدہُد کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

من تتمة کلامها علی ما اختارہ جمع من المفسرین ... وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ بکمال قدرۃ اللہ تعالیٰ وصحة نبوتك من قبل هٰذہ المعجزۃ .... بما شاهدناہ من امر الهدهد وما سمعناہ من رسلنا الیك من الاٰیات الدالة علی ذلك وکنا مؤمنین من ذٰلك الوقت فلا حاجة الی اظهار هٰذہ المعجزۃ (روح ج ۱۹ ص ۲۰۶)

۳۷ھ مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ الخ جملہ صَدَّهَا کا فاعل

ع ۵ رکوع مرتنو توحید پر عقلی دلیلیں ع
پہلی عقلی دلیل ۱؎
دوسری عقلی دلیل ۲؎
تیسری عقلی دلیل ۳؎
چوتھی عقلی دلیل ۴؎

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
بھلا کس نے بنائے آسمان ۵۹ھ اور زمین اور اتار دیا تمہارے لئے

السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ
آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے

مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ
تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت ۶۰ھ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی

هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا
نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق ۶۱ھ

وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرنے کو بوجھ اور رکھا

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ
سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے ۶۲ھ بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور

يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ
دور کر دیتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر اب کوئی حاکم ہے

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ
اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو ۶۳ھ

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ
اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لانے والیاں

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
اس کی رحمت سے پہلے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو

ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشو ونما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صَدَّهَا عن التقدم الی الاسلام عبادة الشمس ونشؤها بین اظهر الکفرۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۳) یا صد کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں مَا كَانَتْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا وصدها اللہ او سلیمان عما کانت تعبد بتقدیر حرف الجار (کبیر ج ۶ ص ۵۶۸) **۳۸ھ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر پانی کے جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں تخت بچھوایا اور بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف و شفاف فرش ہے اور شیشے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ بلقیس نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ یعنی جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیشے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں

يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ

شریک بتلاتے ہیں بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور کون

يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ

روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾ قُلْ

تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ

خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ

اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر

فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۖ بَلْ هُمْ مِنْهَا

آخرت کے بارہ میں وا بلکہ ان کو شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے

عَمُونَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَ

اندھے ہیں اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور

آبَاؤُنَا أَإِنَّا لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ

ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو

وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾

اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو کہہ پھرو ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار

الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ

گنہگاروں کا اور غم نہ کر ان پر اور نہ خفا ہو

ع ۵ ۱

ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متنفر کرنے کے لئے کہا کہ بلقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا محل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ ۳۹ یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اُعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اعبدوا اللہ ای وحدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا (خازن ج ۵ ص ۱۲۶) قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ ۴۰ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ والمعنی فاذا قوم صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ یختصمون فیقول کل فریق الحق معی الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۴) اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ ۴۱ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اعراف ع ۱۰) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہو تاکہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا

موضح قرآن ف۱ یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تا آنکہ منقطع گشت ۱۲۔

عذاب وغضب کیوں مانگتے ہو؟ السیئۃ عذاب وعقوبت۔ الحسنۃ توبہ واستغفار (روح) ۱۴۲ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذاً باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین (صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار) ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ تشاءمنا بك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذيبهم فنسبوه الى مجيئه (مدارک)

مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ

ان کے فریب بنانے سے اور کہتے ہیں ۱۴۶ کب ہوگا یہ وعدہ اگر

كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم

تم سچے ہو تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر پہنچ چکی ہو

بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿۷۲﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو

بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو ۱۴۷ فضل

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۷۳﴾

رکھتا ہے لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۷۴﴾

اور تیرا رب جانتا ہے ۱۴۸ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کھلی

مُّبِينٍ ﴿۷۵﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ

کتاب میں یہ قرآن ۱۴۹ سناتا ہے بنی اسرائیل کو

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۷۶﴾ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَ

بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ف اور بے شک وہ ہدایت ہے اور

رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۷﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ

رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے ۱۵۰ تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى

اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا سو تو بھروسہ کر اللہ پر ۱۵۱ بے شک تو ہے

الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿۷۹﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ

صحیح کھلے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا

۱۴۶ دونوں دعووں پر ایک ایک مزید عقلی دلیل یہ پہلی دلیل پہلے دعوے پر ہے ۱۲

۱۴۷ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

۱۴۸ تسلی ۱۲

۱۴۹ دوسرا شکوی ۱۲

۱۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند الله ای السبب الذی منه یجیئ خیرکم و شرکم عند الله وهو قضاءه وقدره ان شاء رزقکم وان شاء حرمکم (کبیر ج ۶ ص ۵۵۹) ۱۴۴ حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فسادی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قَالُوا تَقَاسَمُوا الخ ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شبخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ تَقَاسَمُوا جمہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قَالُوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہوگا یا اس کے فاعل سے حال ہوگا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وهو قول الجمهور وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدلا من (قالوا) او حالا من فاعله الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۱۳) ۱۴۵ قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح ؑ کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ادھر ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ ومکرهم ما اخفوه من تدبير الفتك بصالح واهله ومكر الله اهلاكهم من حيث لا يشعرون (بحر ج ۷ ص ۸۵) وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا دونوں فعلوں کے ساتھ مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفخیم کے لیے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابلِ تسخیر منصوبہ بنایا۔ ۱۴۶ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدمعاشوں

موضح قرآن ف بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہی صحیح تھا۔

کو بلکہ ان کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةً الخ ان کے گھر ویران پڑے ہیں یہ سزا ان کو ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے ملی۔ اس واقعہ میں علم و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ ۴۷ ایمان والوں اور کفر و شرک سے بچنے والوں کو ہم نے بچا لیا۔ مشرکین اور مفسدین کو ہلاک بھی ہم نے کیا اور ایمان والوں کو بچایا بھی ہم نے اس میں صالح علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ اور اَنْجَیْنَا جمع متکلم کے صیغوں سے جو عظمت و جبروت ظاہر کرنے کے لئے ہیں معلوم ہوا کہ منکرین کو ہلاک کرنا اور حضرت صالح علیہ السلام اور

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ
بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر اور نہ تو
بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ
دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بچلیں ۴۸ تو تو سناتا ہے اس کو جو
یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ
یقین رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں اور جب ۴۹ پڑ چکے گی ان پر بات
عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ
نکالیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا
اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع وَیَوْمَ نَحْشُرُ
اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ف۱ اور جس دن گھیر لائیں گے ہم
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ
ہر ایک فرقہ میں سے ۵۰ ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی
یُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَ
جماعت بندی ہوگی ف۲ یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور
لَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ
نہ آچکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا بولو کر کیا کرتے تھے اور
وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ
پڑ چکی ان پر بات ۵۱ اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب وہ کچھ نہیں بول سکتے کیا
یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ
نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کو
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی
البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں اور جس دن پھونکی جاوے گی

ع ۶ ۱۶ ۲

۲ تخویف دنیوی ۲
۳ تخویف اخروی ۳
۴ دوسری عقلی دلیل متعلق بدعویٰ ثانیہ ۴

مومنوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۴۸ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو افعال قبیحہ سے منع کیا مگر قوم نے ان کی اطاعت نہ کی اور سرکشی پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ٥ بصر سے بصر قلب مراد ہے یعنی علم مطلب یہ ہے کہ تم اس بے حیائی کے فعل کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ سراسر بے حیائی ہے۔ من بصر القلب ای اتفعلونہا و انتم تعلمون علما یقینا کونہا کذلک (روح ج ۲۰ ص ۱۹) ۴۹ یہ اس فاحشہ یعنی فعل قبیح کا بیان ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الخ اس ناصحانہ تبلیغ کے جواب میں قوم نے کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو کیونکہ وہ بڑے پاک بنتے ہیں اور ہمارے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ الخ آخر اس سرکش اور معاند قوم پر اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب نازل کرکے اسے ہلاک کر دیا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو بچا لیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی چونکہ کافرہ تھی اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا الخ قوم لوط کی بستی کو تہ و بالا کرکے اس پر پتھروں کی بارش کی گئی جیسا کہ سورۂ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ الخ فَاَنْجَیْنٰهُ اور اَمْطَرْنَا سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ ہی نے عذاب سے بچایا اور کافروں کو اسی ہی نے ہلاک کیا تو اس سے واضح ہوگیا کہ کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۰ یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الخ اللہ کے برگزیدہ بندے صفات کارسازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ

موضح قرآن ف۱ قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر ف۲ یعنی ہر گناہ والے ایک جتھے ہوں گے۔

اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور اتمام حجت کے طور پر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ
جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تبکیت للمشرکین والزام الحجۃ علیہم بعد ھلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص۱۲۷) اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ میں ام متصلہ ہے۔ اس
کے بعد بطور تنویر دوسرے دعوے پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ **۵۱** یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی
چاروں دلیلوں میں ام منقطعہ ہے بمعنی بل اور اس سے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا اس کے علاوہ یہ بتاؤ

الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ ؕ
صور تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے
وَکُلٌّ اَتَوۡہُ دٰخِرِیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَی الۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَۃً وَّ
اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف اور تو دیکھے پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور
ہِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنۡعَ اللّٰہِ الَّذِیۡۤ اَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ اِنَّہٗ
وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری گری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو
خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیۡرٌ مِّنۡہَا ۚ
خبر ہے جو تم کرتے ہو ف جو کوئی لے کر آیا بھلائی تو اس کو ملے اس سے بہتر
وَہُمۡ مِّنۡ فَزَعٍ یَّوۡمَئِذٍ اٰمِنُوۡنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ
اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا برائی
فَکُبَّتۡ وُجُوۡہُہُمۡ فِی النَّارِ ؕ ہَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۰﴾
سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے
اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ ہٰذِہِ الۡبَلۡدَۃِ الَّذِیۡ حَرَّمَہَا وَ
مجھ کو یہی حکم ہے کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور
لَہٗ کُلُّ شَیۡءٍ ۫ وَّاُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنۡ
اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم بردار وں میں اور یہ کہ
اَتۡلُوَا الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَمَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ
سنا دوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی
ضَلَّ فَقُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ
بہکا رہا تو کہہ دے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو
سَیُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ فَتَعۡرِفُوۡنَہَا ؕ وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾
آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے تو ان کو پہچان لوگے اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

ع ۷

۱ بشارت اخروی ۱۲
۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ تمام دلائل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲
۴ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے ۱۲

تمہارے معبود اپنے پجاریوں کے حق میں اچھے ہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے عابدین کے حق میں اچھا ہے۔ تم جن پیغمبروں اور ولیوں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ تم سے ضرر دور کر سکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے۔ والمعنی اللہ خیر لمن عبدہ ام الاصنام لمن عبدھا فان اللہ خیر لمن عبدہ وامن بہ لاغنائہ من الھلاک والاصنام لم تغن عن عابدیہا شیئا عند نزول العذاب وھذا السبب ذکرانواعا تدل علی وحدانیتہ فی قدرتہ (خازن ج ۵ ص۱۲۷)

۵۲ یہ خطاب مخصوص لوگوں سے نہیں بلکہ ساری جنس مخلوق سے ہے مَا کَانَ لَکُمۡ ای بجمیع جنسکم یعنی تمام جنس مخلوق کو یہ اختیار نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِکُوۡنَ الخ اور سورۂ یٰسین (ع ۳) میں ہے وَمَا عَمِلَتۡہُ اَیۡدِیۡہِمۡ یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ہر دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشرکین کے لاجواب ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ دلیل میں جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشرکین بھی مانتے تھے کہ وہ اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ اب مشرکین سے سوال کیا گیا ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ کیا یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں پائی جاتی ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ بَلۡ ہُمۡ قَوۡمٌ یَّعۡدِلُوۡنَ اس کا جواب وہ خوب جانتے ہیں کہ نفی میں ہے لیکن سرکشی اور ضد و عناد کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی توحید سے اعراض کرتے ہیں یَعۡدِلُوۡنَ عَنِ الۡحَقِّ الَّذِیۡ ھوالتوحید (مدارک و روح) یا اس کے معنی برابر
کرتے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکار میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای یساوون بہ غیرہ تعالیٰ من اٰلِہَتِہِمۡ (روح ج ۲۰ ص۵) **۵۳**
یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پر سکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور
دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور کارساز ہے
جو یہ مذکورہ کام کر سکے؟۔ **۵۴** یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصودی ہے۔ یعنی جو بےچین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب

موضح قرآن ف۱ ایک بار صور پھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں
گے، اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا بہت باری ہے ف۲ یہ ہوگا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے۔

وبلیات سے بچاتا ہے، جو سب کا خالق اور سب کو ان کی ضروزتیں مہیا کرتا ہے وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ **۵۵** یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب تم جنگلوں اور سمندروں میں راستہ بھول جاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری راہنمائی فرماتا ہے۔ اس نے زمین آسمان میں ایسی علامتیں مقرر فرما دی ہیں جن سے تم اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر سکتے ہو۔ باران رحمت سے پہلے بارش کی خوشخبری لانیوالی ہوائیں بھی وہی چلاتا ہے۔ کیا یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں موجود ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ جب اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں موجود نہیں ہیں تو پھر کارساز بھی اور کوئی نہیں۔ کیا اس میں اب بھی کوئی شک ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگلوں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی فرماتا ہے۔ باقی رہی حدیث۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ تو اس میں عباد اللہ سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جنگلوں میں اسی مقصد سے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جیسا کہ ابو یعلی کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا الخ **۵۶** یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ جس نے سب کو پیدا فرمایا، جو سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور جو زمین و آسمان سے مخلوق کی روزی کا انتظام کرتا ہے کیا اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دئیے ہیں اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے شرک پر کوئی دلیل پیش کرو۔ پہلی دلیل کے آخر میں فرمایا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ یہ لوگ توحید سے اعراض کرتے ہیں۔ دوسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت تو بالکل جاہل ہے توحید کو جانتی ہی نہیں۔ تیسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ ان کی ضد و جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ چوتھی دلیل کے بعد فرمایا تَعٰلَی اللہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ مذکور بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے آخر میں پانچویں دلیل کے بعد مشرکین کو چیلنج دیدیا کہ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ الخ اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو پیش کرو **۵۷** یہ پہلے دونوں قصوں کا ثمرہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ فرشتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ارواح انبیاء علیہم السلام وَ الْاَرْضِ یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ آسمان والے نہ زمین والے بلکہ ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ حشر و نشر کب ہوگا۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ یعنی ان من فی السمٰوٰت وھم الملائکۃ ومن فی الارض وھم بنو آدم لا یعلمون متی یبعثون واللہ تعالیٰ تفرد بعلم ذلک (خازن ج ۵ ص ۱۲۶) **۵۸** ادارک بمعنی فنی واضمحل یعنی قیامت قائم ہونے کا وقت جاننا تو درکنار آخرت کے بارے میں انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہاں سے کلام کا رخ اہل مکہ کی طرف ہے۔ وقد فسرھا الحسن باضمحل علمھم فی الاخرۃ و تدارک (مدارک ج ۳ ص ۱۶۸، بحر ج ۷ ص ۹۳) یا اس کے معنی استحکام و تکامل کے ہیں۔ اور یہ بطور استہزاء و تہکم کہا گیا ہے جیسا کہ جاہل کو بطور استہزاء کہا جائے وہ بہت بڑا عالم ہے۔ ان وصفھم باستحکام العلم تھکم کما تقول لاجھل الناس ما اعلمک علی سبیل الھزء (کبیر ج ۶ ص ۶۵۴) بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْھَا یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی ان کو تو قیامت قائم ہونے میں شک ہے بَلْ ھُمْ مِّنْھَا عَمُوْنَ یہ اس سے بھی ترقی ہے۔ یعنی شک بھی نہیں بلکہ مہر جباریت کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ **۵۹** یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ لَقَدْ وُعِدْنَا ھٰذَا الخ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یہ بات کہتا ہے اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی کہنے والوں نے اس بات سے ڈرایا ہمیں تو یہ بات بالکل ایک افسانہ اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے جو پہلے لوگوں کی من گھڑت ہے۔ آج تک ہم نے اس کا کوئی اثر اور نتیجہ تو نہیں دیکھا۔ ذکروا انھم وعدوا ذلک ھم وآباؤھم فلم یقع شیٔ من ھذا الموعود ثم جزموا وحصروا ان ذلک من اکاذیب من تقدم (بحر ج ۷ ص ۹۴) **۶۰** یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی تم زمین میں چلو پھرو اور ان مجرمین کا انجام دیکھو جو شرک کرتے اور حشر و نشر کا انکار کرتے تھے ہم نے جرموں کی پاداش میں ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ ان کے آثار باقیہ کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور شرک اور انکار بعث سے باز آجاؤ۔ **۶۱** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ یعنی آپ پر ہم نے عظیم الشان قرآن نازل کیا ہے آپ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں۔ اگر مشرکین نہ مانیں اور کفر و انکار پر اصرار کریں تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور نہ دشمنوں کی سازشوں سے آزردہ خاطر ہوں آپ حق پر ہیں اس لئے اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ **۶۲** یہ دوسرا شکوی ہے۔ مشرکین بطور استہزاء و تخفیف کہتے وہ عذاب کہاں ہے جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ ہم تمہیں نہیں مانتے صاف انکار کرتے ہیں پھر وہ عذاب کیوں نہیں آتا۔ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ فرمایا اتنی عجلت مت کرو، صبر کرو، جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا ہے وہ قریب آپہنچا ہے۔ رَدِفَ لَکُمْ ای تبع والمراد بہ ھنا لحق ووصل وھو مما یتعدی بنفسہ وباللام کنصح (روح ج ۲۰ ص ۱۶) اور عذاب سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے۔ (روح وغیرہ) عَسٰی اور اسی طرح لَعَلَّ اور سَوْفَ شاہوں کے کلام میں امید و شک کے لئے نہیں بلکہ حتمی وعد و وعید کے لئے ہوتے ہیں۔ ان عسی ولعل فی وعد الملوک ووعیدھم یدلان علی صدق الامر وانما یعنون بذلک اظہار وقارھم وانھم لا یعجلون بالانتقام لوثوقھم بان عدوھم لا یفوتھم فعلی ذلک جری وعد اللہ ووعیدہ (کبیر ج ۶ ص ۶۷۵) **۶۳** یہ لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب پر جلدی ان کو نہیں پکڑتا تاکہ ان کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اس کی نافرمانیوں میں منہمک رہتے ہیں۔ **۶۴** آخر میں دونوں دعووں پر لف و نشر مرتب کے طور پر مزید ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ

ہرایک کے سینے میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ہرایک کے ظاہری اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہرایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا
وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ الخ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ سے علم الٰہی یا لوحِ محفوظ مراد ہے۔ وھو اللوح المحفوظ۔۔۔۔۔ وقیل المراد بالکتاب المبین علمہ تعالی الازلی
الذی ھو مبدأ لاظھار الاشیاء بالارادۃ والقدرۃ (روح ج ۲۰ ص۱۷) ۶۵ یہ جملہ معترضہ ہے اور اس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان
مقصود ہے۔ یعنی یہ قرآن بہت سے ایسے مسائل کا صحیح صحیح فیصلہ کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل آپس میں مختلف تھے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ مثلاً
حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بارے میں ان کا اختلاف وہ ان کے بارے میں افراط و تفریط میں گرفتار تھے قرآن نے اس معاملے میں افراط و تفریط کے
درمیان صحیح راہ بتائی۔ یہودی ان کو بُرا جانتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دونوں کو کارساز سمجھتے تھے قرآن نے دونوں
نظریوں کو باطل ٹھہرا کر صحیح فیصلہ دیا کہ وہ دونوں ہمارے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے نور سے ہیں اور نہ کارساز ہیں۔ ایسے
اُمورِ غیبیہ صحیح صحیح بتا دینا یہ حضور علیہ السلام کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ ۶۶ یہ قرآن ماننے والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور سراپا رحمت ہے۔ اِنَّ
رَبَّکَ یَقْضِیْ الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ وہ بڑا زبردست ہے اس کا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب
کچھ جانتا ہے اس لئے اس کا فیصلہ سراپا حق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ بنی اسرائیل کے باہمی مختلف فیہ مسائل میں اس نے حق و انصاف اور حکمت
بالغہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ ۶۷ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے
جائیں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ یہ ماقبل کی علت اولیٰ ہے۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی یہ تسلی کی دوسری علت ہے۔ یعنی اگر یہ مشرکین
نہیں مانتے تو آپ غم کیوں کرتے ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں ان مشرکین کے دلوں اور کانوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر
نہ ہوگا اور وہ کبھی حق کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کی مثال تو مُردوں کی سی ہے جو نہ سُن سکتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے مہر جباریت کی وجہ سے ان کے تمام حواس
معطل ہو چکے ہیں یا ان کی مثال ایسے بہروں کی سی ہے جو بہرے بھی ہیں اور پھر پیٹھ پھیر کر دور بھاگ جائیں۔ جس طرح یہ آپ کی بات نہیں سُن سکتے ایسے ہی
ان مشرکین پر بھی آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس آیت میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح مُردوں کے تمام حواس معطل ہو
جاتے ہیں وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔ اسی طرح کافر چونکہ اپنے ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کو مُردوں سے تشبیہ دی
گئی گویا ان کے یہ حواس مُردوں کی طرح معطل اور بیکار ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف صاف سماع موتیٰ کی نفی ہوتی ہے اگر مُردے سُنتے ہوں تو یہ تشبیہ صحیح
نہیں ہوگی واستدل بقولہ سبحانہ (اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی) علی ان المیت لا یسمع کلام الناس مطلقاً (روح ج ۲۰ ص۲۱) سماع موتیٰ کی پوری تحقیق سورۂ روم
کی تفسیر میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۶۸ یہ تیسری تشبیہ ہے اس میں مشرکین کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک اندھا بینائی نہ ہونے کی وجہ
سے راستہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح مشرکین بھی راہِ ہدایت پر نہیں آتے۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ آپ کی تبلیغ سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو
قرآن کو اللہ کا کلام سمجھیں اور اخلاص کے ساتھ راہ حق کی تلاش کریں۔ ۶۹ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قول سے قیام ساعت کا وعدہ اور وقوع قول سے قیامت
کا قرب مراد ہے (مدارک و روح) یعنی آخری زمانے میں قرب قیامت کی علامت کے طور پر ہم زمین سے ایک عجیب و غریب جانور پیدا کریں گے جو لوگوں سے
صاف صاف باتیں کرے گا اِنَّ النَّاسَ الخ اس سے پہلے حرف جر مقدر ہے ای تکلمھم بانھم کانوا لا یتیقنون بایات اللہ تعالی الناطقۃ بمجیئ الساعۃ (روح
ج ۲۰ ص۲۳) یعنی وہ جانور لوگوں سے کہے گا کہ لوگ ان نشانیوں کو نہیں مانتے جو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لئے قائم فرمائی ہیں۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا۔ یہاں دَآبَّۃ سے کوئی خاص دابہ مراد نہیں بلکہ عام ہے۔ اَلْقَوْلُ سے وعدۂ عذاب مراد ہے۔ یعنی جب کسی قوم پر انکار توحید کی وجہ سے عذاب الٰہی
کا وقت آجائے تو اللہ تعالیٰ بطور اعجاز جانوروں کو قوت گویائی عطا فرما کر ان سے دین حق کی سچائی پر شہادت دلوا دیتا ہے۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام کے
زمانے میں ایک گوہ نے آپ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات گذر چکے ہیں۔ جب ایسی معجزانہ شہادتوں کے بعد بھی لوگ دینِ حق کو
نہ مانیں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ تکلمھم یعنی وہ دابہ (جانور) دین حق کی سچائی اور دوسرے ادیان کے بطلان کی گواہی دیتا ہے۔ تکلمھم ببطلان
الادیان کلھا سوی دین الاسلام (مدارک ج ۳ ص۱۷۱) اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا الخ یہ ماقبل کی علت ہوگی۔ یعنی ہم دابہ اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری آیتوں کو
نہیں مانتے۔ دابہ کا معجزانہ کلام ان کو ایمان کی طرف مائل و راغب کرے گا۔ ۷۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب ہم انکار کرنے والوں کو فوج
در فوج میدان حشر میں جمع کریں گے تو انہیں ایک جگہ روک دیا جائے گا تاکہ پچھلے بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کو اکٹھا کر کے حساب کے لئے لیجایا جائے۔
حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْا قَالَ اَکَذَّبْتُمْ الخ جب تمام کفار موقف میں جمع ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا کیا میری آیتوں کو تم نے سرسری طور پر سن کر ہی انکار
کر دیا اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے اور ان کی حقیقت کو پانے کی کوشش نہ کی اکذبتم بایاتی بادئ الرأی من غیر فکر ولا نظر یؤدی الی احاطۃ العلم
بکنھھا وانھا حقیقۃ بالتصدیق (مدارک ج ۳ ص۱۷۱) اَمَّاذَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جب ہماری آیتوں میں تم نے غور و فکر نہیں کیا تو بتاؤ تو سہی دنیا میں تم کرتے کیا
رہے ہو۔ کیا ہیں نے تم کو عبث اور بیکار کاموں کے لئے پیدا کیا تھا؟ ۷۱ وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب کی پاداش میں
عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی معقول عذر و معذرت پیش کر سکیں گے۔ ۷۲ یہ دوسری عقلی دلیل ہے جو
دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور
دن بنایا تاکہ وہ اس میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں یہ رات دن کی آمد و رفت اللہ تعالےٰ کے اختیار و تصرف میں ہے لہٰذا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔

اس آیت میں صنعت احتباک ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لیتنشر وافیہ۔ والمشھور ان فی الاٰیۃ صنعۃ الاحتباک والتقدیر جعلنا اللیل مظلما لیسکنوا فیہ والنھار مبصرا لینتشروا فیہ (روح ج ۲۰ ص۴۹)

۷۳ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکر اشیاء من احوال یوم القیمۃ لیرتدع بسماعہا من اراد اللہ تعالیٰ ارتداعہ نبھھم علی ما ھو دلیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بما ھم یشاھدونہ فی حال حیاتھم وھو تقلیب اللیل والنھار (بحر ج ۷ ص۹۹) ۷۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبرا اٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبوط رکھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام (کبیر، مدارک وغیرہ)، نفخات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو، تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ الخ (زمر ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفخات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت فَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ الخ میں مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۷۵ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْ الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعاً (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے محکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ ۷۶ یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزا ملے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ ای بکلمۃ الاخلاص وھی شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (معالم و خازن ج ۵ ص۱۳۳) ای بقول لا الٰہ الا اللہ عند الجمھور (مدارک ج ۳ ص۱۸۱) وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما الحسنۃ کلمۃ الشھادۃ (ابو السعود ج ۶ ص۱۳۵) ۷۷ یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسیئۃ وھو الشرک وبہ فسرہ من فسر الحسنۃ بشھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ الخ (روح ج ۲۰ ص۳۷) ۷۸ آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ کیونکہ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں ای اواظب علی قراءتہ علی الناس بطریق تکریر الدعوۃ وتثنیۃ الارشاد (روح ج ۲۰ ص۳۹) ۷۹ میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و نشر مرتب۔ ۸۰ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کارسازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ الخ آپ مشرکین سے فرما دیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لوگے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی ہم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیریھم اللہ من اٰیاتہ فی الاٰخرۃ فیستیقنون بھا وقیل ھو انشقاق القمر والدخان وما حل بھم من نقمات اللہ فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص۱۸۱) ۸۱ یہ وعد و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔ کلام مسوق من جھتہ سبحانہ بطریق التذییل مقرر لما قبلہ متضمن للوعد والوعید (ابو السعود ج ۶ ص۳۵)

سورۃ النمل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ یٰمُوسٰٓی اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ نفی علمِ غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۳۔ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (ع۲) نفی علمِ غیب از سلیمان علیہ السلام و اصحاب سلیمان علیہ السلام۔

۴۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔

۵۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔

۶۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔

۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَاِذَا ھُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝ (ع۴) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ آٰللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ (ع۵) تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے۔

۹۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پانچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۱۰۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ (ع۵) نفی شرک فی العلم۔

۱۱۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (ع۶) نفی شرک فی العلم۔

۱۲۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔

۱۳۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (ع۷) نفی شرک فی التصرف۔

۱۴۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔